﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک 21 ستمبر 2007ء — 09 رمضان المبارک 1428 ہجری قمری ❁ 21 تبوک 1386 ہجری شمسی — شمارہ 38

دعا کی قبولیت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بڑا حیاوالا ہے، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ (یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ ردّ نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے)۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو

❁......''تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں مگر جو تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو وہ اتنے روزے پھر رکھے۔ (شہادۃ القرآن باردوم صفحہ 38)

❁......''میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں''۔(الحکم جلد 15،نمبر3 مورخہ 24/ جنوری 1901ء)

❁......اس سوال کے جواب میں کہ جہاں چھ ماہ تک سورج نہیں چڑھتا روزہ کیونکر رکھیں۔فرمایا:

''اگر ہم نے لوگوں کی طاقتوں پر قیاس کرنا ہے تو انسانی قویٰ کی جڑ جو حمل کا زمانہ ہے مطابق کر کے دکھلانا چاہئے۔ پس ہمارے حساب کی اگر پابندی لازم ہے تو ان بلاد میں صرف ڈیڑھ دن کا حمل ہونا چاہئے۔اور اگر ان کے حساب کی تو دوسو چھیاسٹھ برس تک بچہ پیٹ میں رہنا چاہئے اور یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ حمل صرف ڈیڑھ دن تک رہتا ہے۔لیکن دوسو چھیاسٹھ برس کی حالت میں یہ تو ماننا کچھ بعید از قیاس نہیں کہ وہ چھ ماہ تک روزہ بھی رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دن کا یہی مقدار ہے اور اسی کے مطابق ان کے قویٰ بھی ہیں''۔(جنگ مقدس ، بحث 5/ جون 1893ء)

❁......''تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے''۔

(الحکم جلد 11 نمبر 2 مورخہ 17/جنوری 1907ء صفحہ 9)

❁......''روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتی ہے اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں کوئی شامل نہیں''۔ (بدر جلد 10 مورخہ 8/جون 1905 ء صفحہ 9)

❁......ایک شخص کا سوال حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:'' جائز ہے''۔

اسی طرح ایک اَور سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا ڈاڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:'' جائز ہے''۔

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا:'' جائز ہے''۔

سوال پیش ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سُرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟ فرمایا:'' مکروہ ہے۔ اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے''۔(بدر۔ جلد6 ۔ نمبر 6۔ صفحہ 14۔ مورخہ 7 /فروری 1907ء صفحہ4)

❁...... فرمایا کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔

(الحکم جلد 11۔ نمبر 7۔ صفحہ 14۔ مورخہ 24 /فروری 1907ء)

❁...... ''ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کر روزہ کی نیت کی۔ مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب مَیں کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا''۔

(بدر۔ جلد 6۔ نمبر 7۔ مورخہ 14 / فروری 1907ء)

فرمودات خلفاء

ماہ رمضان اور انسان کی روحانی تکمیل

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس قدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں ان میں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہاں پر جو شَھْرِ رَمَضَان واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اس میں ایک عجیب سرّ یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں (9) مہینہ ہے۔ یعنی 1۔ محرم، 2۔صفر، 3 ۔ ربیع الاول، 4۔ ربیع الثانی ، 5۔ جمادی الاول ،6۔جمادی الثانی،7۔رجب ، 8۔شعبان ، 9۔رمضان۔ اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکمِ مادر میں نو ماہ میں ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہٖ بھی ایک ایسا سہل عدد ہے کہ باقی اعداد اسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لاغیر۔ پس اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے۔ اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا......

حتی کہ نواں مہینہ رمضان شریف کا آ گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہوا کہ ﴿فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾(البقرۃ:186) یہاں تک کہ مومن متبع کو روزے رکھتے رکھتے آخر عشرہ رمضان شریف کا بھی آ گیا۔ پس اب تو ظلمات جسمانیہ اور تکدرات ہیولانیہ سے پاک وصاف ہو گیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بھی اس کو ہونے لگیں اور طاق تاریخوں میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہو گیا اور یہی حقیقت ہے لَیْلَۃُ الْقَدْرِ کی جو آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی 27 شب مقرر فرما دی کیونکہ درصورت 29 دن ہونے شَھْرِ رَمَضَان کے وہی 27 شب آخری طاق شب ہو جاتی ہے۔ جس میں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہو سکتی ہے۔

اس لئے یہ شب 27 کی ایک عجیب مبارک شب ہے جس میں قرآن مجید بھی نازل ہوا۔ کما قال اللہ تعالیٰ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ۔ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۔ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ﴾ (القدر:2-4)۔ ایضاً قال تعالیٰ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِی لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ﴾ (الدخان :4) اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونوں رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔

اور ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ﴾ میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اس لئے مذکور نہیں ہوا ہے کہ جملہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے اشد درجہ منتظر تھے کیونکہ تمام کتب میں آپ کی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تھیں اور اب تک موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام آپ کے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اب تک پایا جاتا ہے''۔ (خطبات نور صفحہ 231-232)

تلاوتِ قرآنِ کریم

احسان اللہ دانش۔ ربوہ

حضرت رسول کریم ﷺ تلاوت قرآن پر بہت زور دیتے اور کثرت سے تلاوت کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ اس نصیحت پر اُمّت آج بھی پوری طرح کاربند ہے۔ حفاظت کے ضمن میں کثرت تلاوت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کثرت سے تلاوت کرنے والا حافظ نہ سہی مگر ایک نیم حافظ ضرور بن جاتا ہے اور قرآن کریم کے متن سے اس قدر مانوس ہوجاتا ہے کہ جب اس کے سامنے تلاوت کی جائے تو غلطی کی صورت میں فوراً درستی کرادیتا ہے۔ گو زبانی اسے مکمل قرآن نہ بھی یاد ہو، وہ چھوٹی سی غلطی پر بھی فوراً مطلع ہوجاتا ہے اور اصلاح کروادیتا ہے۔

تلاوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ امت کے دلوں میں اس کی اہمیت جاگزین کرنے کا بیڑا بھی اللہ تعالیٰ خود اُٹھاتا ہے۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ کی طاقت میں تھا ہی نہیں کہ دلوں میں اتنی محبت پیدا کردیں جو آئندہ زمانوں پر بھی محیط ہو اور کسی دَور میں بھی امت کلام اللہ کی تلاوت کے فریضہ سے غافل نہ ہو۔ بہت بھی ہوتا تو یہی کہ آپ کی خوشنودی کی خاطر لوگ آپ ؐ کے سامنے تو تلاوت کرلیا کرتے مگر جب آپ ؐ سامنے نہ ہوتے یا جب آپ ؐ کی وفات ہوجاتی تو پھر یہ سلسلہ ختم ہوجاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے تلاوت قرآن کو زندہ رکھنا اپنی ذمہ داری قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْاٰنَہٗ (القیامۃ:18) یعنی اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے۔

اس آیت سے تلاوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمع قرآن کے ساتھ اس کو رکھا ہے۔

آداب تلاوت

قرآن کریم باقاعدہ تلاوت کے آداب سکھاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ تلاوت کرنے سے قبل ظاہری اور باطنی پاکیزگی شرط ہے۔ فرمایا: لَایَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ (الواقعہ: -80) ترجمہ: کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

......پھر یہ کہ تلاوت سے قبل خدا تعالیٰ سے شیطانی وساوس سے بچنے کی دعا کرلیا کرو:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (النحل:99) ترجمہ: پس جب تو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کر۔

......حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام استعاذہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اعلم یا طالب العرفان انہ من احل نفسہ محل تلاوۃ الفاتحۃ و الفرقان فعلیہ ان یستعیذ من الشیطٰن کما جاء فی القراٰن فان الشیطن قد یدخل حمی الحضرۃ کالسارقین۔ و یدخل الحرم العاصم للمعصومین۔ فاراد اللّٰہ ان ینجی عبادہ من صول الخناس عند قراءۃ الفاتحۃ و کلام رب الناس۔ ویدفعہ بحربتہ منہ و یضع الفأس فی الراس و یخلص الغافلین من النعاس۔ فعلم کلمتہ منہ لطرد الشیطان المدحور الی یوم النشور۔

(اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 81-82)

ترجمہ: اے طالب معرفت جان لے کہ جب کوئی شخص سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ پڑھے جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے۔ کیونکہ کبھی شیطان خدا تعالیٰ کی رکھ میں چوروں کی طرح داخل ہوجاتا ہے اور اس حرم کے اندر آجاتا ہے جو معصومین کا محافظ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ سورت فاتحہ اور قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اپنے بندوں کو شیطان کے حملہ سے بچائے، اسے اپنے حربہ سے پسپا کرے، اس کے سر پر تبر رکھے اور غافلوں کو غفلت سے نجات دے۔ پس اس نے شیطان کو دھتکارنے کے لیے جو قیامت تک راندہ درگاہ ہے اپنے ہاں سے بندوں کو ایک بات سکھائی۔

......پھر یہ ادب سکھلایا کہ جب تلاوت کی جارہی ہو تو خاموشی سے سُنی جائے۔

وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:205)

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

......قرآن کریم کی ان تعلیمات کے مطابق رسول کریم ﷺ صحابہ کو غور سے تلاوت سننے کی بھی بہت تاکید فرماتے تھے۔ روایت ہے:

اِنَّ الَّذِیْ یَقْرَأُالْقُرْاٰنَ لَہٗ اَجْرٌ وَ اِنَّ الَّذِیْ یَسْتَمِعُ لَہٗ اَجْرَانِ۔

(الدارمی۔ فضائل القرآن۔ فضل من استمع الی القرآن)

”جو قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اس کے لئے ایک اجر ہے اور جو غور سے سُنتا ہے اس کے لئے دہرا اجر ہے“۔

......آداب تلاوت کے ضمن میں یہاں تک راہنمائی فرمائی کہ ایسے مبارک اوقات بھی بتادئے کہ دِن اور رات کی کن گھڑیوں میں تلاوت قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان میں سے ایک وقت فجر کا ہے جب کہ انسانی ذہن مکمل طور پر پُرسکون، تازہ دم اور ہشاش بشاش ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا (بنی اسرائیل:79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوکر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

ذیل میں بطور نمونہ چند ایک احادیث درج کی جاتی ہیں جن میں آنحضرت ﷺ نے تلاوت کی اہمیت، آداب تلاوت اور فضائلِ تلاوت کا ذکر فرمایا ہے۔

......عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ کَعْبِ الْقُرَظِیَّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا۔ لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فیمن قرا حرفا من القرآن ...)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔“

اسی ارشاد کی تعمیل میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنی زندگی کا شغل ہی قرآن کریم پڑھنا پڑھانا بنالیا تھا۔

عَنْ اَبُوْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اِقْرَءُ وا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَفِیْعًا لِّاَصْحَابِہٖ۔ اِقْرَءُ وا الزَّھْرَاوَیْنِ : اَلْبَقَرَۃَ وَسُوْرَۃَ آلِ عِمْرَانَ۔ فَاِنَّھُمَا یَاْتِیَانِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّھُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ کَاَنَّھُمَا غَایَتَانِ اَوْکَاَنَّھُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَافَّ۔ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِھِمَا اِقْرَئُوْا سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ فَاِنَّ اَخْذَھَا بَرَکَۃٌ وَتَرْکَھَا حَسْرَۃٌ وَلَا یَسْتَطِیْعُھَا الْبَطَلَۃُ۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

قرآن پڑھا کرو یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا زَھْرَاوَیْن یعنی سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھا کرو یہ قیامت کے روز اس طرح آئیں گی گویا دو بدلیاں ہوں یا ایسے کہ گویا صف آراء پرندوں کے دو غول ہوں جو اپنے پڑھنے والوں پر سایہ فگن ہوں گے۔ سورۃ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کو پڑھتے رہنا برکت کا موجب ہے اور اس کو ترک کردینا حسرت کا موجب ہوگا جھوٹے شعبدہ باز اس پر غالب نہیں آسکتے۔“

......عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ الْجُھَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : اَلْجَاھِرُ بِالْقُرْاٰنِ کَالْجَاھِرِ بِالصَّدَقَۃِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ کَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَۃِ۔

(سنن ابی داود کتاب التطوع باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل)

......عُقبہ بن عامر جُھَنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عُبَیْدَۃَ الْمُلَیْکِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَتْ لَہٗ صُحْبَۃٌ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و سلم یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْہُ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ مِنْ آنَاءِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَاَفْشُوْہُ وَتَغَنُّوْہُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکاۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

حضرت عُبَیْدَہ مُلَیْکِی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اہل قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات کو اور دن کے وقت اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

......حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کو بھی خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے۔ بلکہ اس قدر تاکید ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور خود اس میں ایک اثر ہے۔ عمدہ تقریر خوش الحانی سے کی جائے تو اس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہی تقریر ژولیدہ زبانی سے کی جائے تو اس میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس شئے میں خدا تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے اس کو اسلام کی طرف کھینچنے کا آلہ بنایا جائے تو اس میں کیا حرج ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 524)

ایک دوسری جگہ فرمایا:

......”آنحضرت ﷺ نے خوش الحانی سے قرآن سنا تھا اور آپ اس پر روئے بھی تھے۔ جب یہ آیت آئی وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا (النساء:42) آپ روئے اور فرمایا بس کر مَیں آگے نہیں سن سکتا۔ آپ کو اپنے گواہ گذرنے پر خیال گذرا ہوگا۔ ہمیں خود خواہش رہتی ہے کہ کوئی خوش الحان حافظ ہو تو قرآن سنیں“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 162)

”قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ یَّلْعَنُہُ الْقُرْاٰن۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہیے اور اس پر عمل کیا جاوے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 157)

روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضورؐ خود کس انداز میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ:

......عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا عَنْ قِرَاءَۃِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ : کَانَ یَمُدُّ مَدًّا۔

(سنن ابی داود کتاب الوتر باب استحباب الترتیل فی القراءۃ)

......حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت انسؓ سے نبی ﷺ کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیا کرتے تھے۔

......عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُقَطِّعُ قِرَاءَتَہٗ یَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ثُمَّ یَقِفُ۔ (رواہ الترمذی بحوالہ مشکاۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن حدیث نمبر 2205)

اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خلافتِ راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ـ خلیفة المسیح الثانیؓ)

(قسط نمبر 10)

آیت استخلاف پر اعتراضات

اَب مَیں ان اعتراضات کو لیتا ہوں جو عام طور پر اس آیت پر کئے جاتے ہیں۔

پہلا اعتراض اس آیت پر یہ کیا جاتا ہے کہ اس آیت میں اُمتِ مُسلمہ سے وعدہ ہے نہ کہ بعض افراد سے اور اُمت کو خلیفہ بنانے کا وعدہ ہے نہ کہ بعض افراد کو۔ پس اس سے مراد مسلمانوں کو غلبہ اور حکومت کا مِل جانا ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس آیت میں کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کہا ہے اور پہلی قوموں کو خلافتِ نبوت یا ملوکیت کے ذریعہ سے ملی تھی۔ پس اسی حد تک تشبیہ تسلیم کی جا سکتی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ مسلمانوں میں نبی ہوں گے اور پھر یہ کہ ملوک ہوں گے۔ مگر جس قسم کی خلافت تم کہتے ہو وہ نہ تو نبوت کے تحت آتی ہے اور نہ ملوکیت کے تحت آتی ہے۔ پھر اس کا وجود کہاں سے ثابت ہوا۔

تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر اس خلافت کو تسلیم بھی کر لیا جائے جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہوئی تو چونکہ اس خلافت کے ساتھ حکومت بھی شامل تھی اس لئے وَجَعَلَکُمْ مُلُوْکًا کے ماتحت وہ آسکتی تھی لیکن اس خلافت کا ثبوت کہاں سے ملا جو جماعت احمدیہ میں قائم ہے۔ یہ خلافت نہ تو خلافتِ نبوت ہے اور نہ خلافتِ ملوکیّت۔

چوتھا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس آیت سے اگر افراد مراد لئے جائیں جماعت نہ لی جائے تو پھر خلافتِ نبوت اور خلافتِ ملوکیّت کا پتہ چلتا ہے اور معنی یہ بنتے ہیں کہ اس اُمت میں سے بعض افراد نبی ہوں گے اور بعض افراد ملوک ہوں گے۔ مگر جو خلافتِ نبوت پہلے جاری تھی اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کر دیا اور تم خود بھی تسلیم کرتے ہو کہ جس قسم کے نبی پہلے آیا کرتے تھے اب اس قسم کے نبی نہیں آ سکتے اور ملوکیّت کے متعلق بھی تم خود قائل ہو کہ خلفاء ملوک میں شامل نہ تھے۔ جیسا کہ احادیث میں آتا ہے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَکُوْنُ النُّبُوَّةُ فِیْکُمْ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد4 صفحہ273۔ المکتب الاسلامی بیروت)

یعنی رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ تم میں نبوت رہے گی جب تک خدا چاہے گا پھر خدا اس نعمت کو اٹھا لے گا اور تمہیں خلافت علیٰ منہاجِ النبوت کی نعمت دے گا اور یہ خلافت تم میں اس وقت تک رہے گی جب تک خدا چاہے گا۔ پھر خدا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا اور جب تک چاہے گا تم میں ملوکیّت کو قائم رکھے گا۔ پس جبکہ رسول کریم ﷺ نے خلفاء کے بادشاہ ہونے سے بھی انکار کیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ پہلے خلافت ہوگی اور پھر ملوکیت تو معلوم ہوا کہ خلافتِ نبوت اور خلافتِ ملوکیت دونوں اُمت محمدیہ کے افراد کو نہیں مل سکتیں اور جب صورت یہ ہے تو اس آیت سے کسی فردی خلافت کا ثبوت نہ ملا بلکہ صرف قومی خلافت ہی مراد لی جا سکتی ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔

اس سوال کا جواب کہ اس آیت میں اُمتِ مُسلمہ سے وعدہ ہے، نہ کہ بعض افراد سے

اَب مَیں اِن تمام سوالات کے جواب دیتا ہوں۔

پہلا سوال کہ اس آیت میں اُمتِ مُسلمہ سے وعدہ ہے نہ کہ بعض افراد سے، اس کے یہ جوابات ہیں۔

(1) بے شک وعدہ قوم سے ہے مگر قوم سے وعدہ کے یہ معنی نہیں کہ افراد کے ذریعہ سے وہ وعدہ پورا نہ ہو۔ بعض وعدے قوم سے ہوتے ہیں لیکن افراد کے ذریعہ سے پورے کئے جاتے ہیں اور کہا یہی جاتا ہے کہ قوم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اس کی مثالیں دنیا کی ہر زبان میں ملتی ہیں۔ مثلاً ہماری زبان میں کہا جاتا ہے کہ انگریز بادشاہ ہیں۔ اب کیا اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ہر انگریز بادشاہ ہے۔ ہر انگریز تو نہ بادشاہ ہے اور نہ بادشاہ بن سکتا ہے مگر کہا یہی جاتا ہے کہ انگریز بادشاہ ہیں۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں قوم حاکم ہے حالانکہ ساری قوم کہاں حاکم ہوتی ہے چند افراد کے سپرد حکومت کا نظم و نسق ہوتا ہے اور باقی سب اس کے تابع ہوتے ہیں۔ اسی طرح کہا جاتا ہے فلاں قوم بڑی دولت مند ہے مگر اس کے یہ معنی تو نہیں ہوتے کہ اس قوم کا ہر فرد دولتمند ہے۔ انگریزوں کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے دولتمند ہیں حالانکہ ان میں بڑے بڑے غریب بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم و مغفور نے ایک دفعہ سنایا کہ جب وہ لنڈن میں تھے تو ایک دن جس مکان میں وہ رہتے تھے اس کا کوڑا کرکٹ اٹھا کر خادمہ نے جب باہر پھینکا تو ایک انگریز لڑکا دوڑ کر آیا اور اس نے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر میں سے ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا نکال کر کھا لیا۔

اسی طرح برنڈزی برینڈی (BRINDISI) جنوبی اٹلی کا شہر۔ رومی دَور کا اہم بحری اڈہ (اُردو جامع انسا ئیکلوپیڈیا جلد ا صفحہ243 مطبوعہ لاہور 1987ء) میں مَیں نے دیکھا کہ عورتیں اپنے سروں پر برتن رکھ کر پانی لینے جاتی تھیں اور ان کے بچوں نے جو پتلونیں پہنی ہوئی ہوتی تھیں ان کا کچھ حصہ کسی کپڑے کا ہوتا تھا اور کچھ حصہ کسی کپڑے کا مگر کہا یہی جاتا ہے کہ انگریز بڑے دولتمند ہیں۔

غرض قوم سے وعدہ کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ افراد کے ذریعہ وہ وعدہ پورا نہ ہو۔ کئی وعدے قوم سے ہی ہوتے ہیں لیکن پورے وہ افرد کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔ اس کی مثال ہمیں قرآن کریم سے بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّالَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ (سورة المائدة آیت :21) یعنی موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں اپنے انبیاء مبعوث کئے وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا اور اس نے تم کو بادشاہ بنایا۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ سب بنی اسرائیل بادشاہ بن گئے تھے۔ یقیناً بنی اسرائیل میں بڑے بڑے غریب بھی ہوں گے مگر موسیٰؑ ان سے یہی فرماتے ہیں کہ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا اس نے تم سب کو بادشاہ بنایا۔ مراد یہی ہے کہ جب کسی قوم میں سے بادشاہ ہو تو چونکہ وہ قوم اُن انعامات اور فوائد سے حصہ پاتی ہے جو بادشاہت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے بالفاظ دیگر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ بادشاہ ہوگئی (غرض جب وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا کی موجودگی کے باوجود اس آیت کے یہ معنی نہیں کئے جاتے کہ ہر یہودی بادشاہ بنا تو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ سے یہ کیونکر نتیجہ نکال لیا جاتا ہے کہ یہ وعدہ بعض افراد کے ذریعہ پورا نہیں ہونا چاہئے بلکہ اُمت کے ہر فرد کو خلافت کا انعام ملنا چاہئے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ یہود کے متعلق جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا تو مفسرین نہایت ٹھنڈے دل کے ساتھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ گو بادشاہت چند افراد کو ہی ملی مگر چونکہ اُن کے ذریعہ قوم کا عام معیار بلند ہو گیا اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان سب کو بادشاہت ملی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ تو کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ وعدہ سب قوم سے ہے ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ بعض افراد کے ذریعہ یہ وعدہ پورا ہوا حالانکہ اگر اس سے قومی غلبہ ہی مراد لے لیا جائے تو بھی ہر مومن کو یہ غلبہ کہاں حاصل ہوتا ہے۔ پھر بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ بعض کو غلبہ ملتا ہے اور بعض کو نہیں ملتا۔ صحابہؓ میں سے بھی کئی ایسے تھے جو قومی غلبہ کے زمانہ میں بھی غریب ہی رہے اور ان کی مالی حالت کچھ زیادہ اچھی نہ ہوئی) حضرت ابو ہریرہؓ کا ہی لطیفہ ہے۔ جب حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی آپس میں جنگ ہوئی اور صفّین کے مقام پر دونوں لشکروں نے ڈیرے ڈال دیئے تو باوجود اس کے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے کیمپوں میں ایک ایک میل کا فاصلہ تھا جب نماز کا وقت آتا تو حضرت ابو ہریرہؓ حضرت علیؓ کے کیمپ میں آ جاتے اور جب کھانے کا وقت آتا تو حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں چلے جاتے۔ کسی نے اُن سے کہا کہ آپ بھی عجیب آدمی ہیں اُدھر حضرت علیؓ کی مجلس میں چلے جاتے ہیں اور اِدھر معاویہؓ کی مجلس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگے۔ نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے اور کھانا معاویہؓ کے ہاں اچھا ملتا ہے۔ اس لئے جب نماز کا وقت ہوتا ہے مَیں اُدھر چلا جاتا ہوں اور جب روٹی کا وقت آتا ہے تو اِدھر آ جاتا ہوں۔ معاویہؓ کے ہاں سے انہیں چونکہ کھانے کیلئے پلاؤ اور مُتنجن وغیرہ ملتا تھا اس لئے وہ اُس وقت اُدھر چلے جاتے مگر نماز چونکہ حضرت علیؓ کی رقّت اور سوز والی ہوتی تھی اس لئے نماز کے وقت وہ آپ کے ساتھ شریک ہو جاتے۔

ایک غیر مبائع دوست کا لطیفہ

ہمارے بعض غیر مبائع دوستوں کا بھی ایسا ہی حال ہے بلکہ اُن کا لطیفہ تو ابو ہریرہؓ کے لطیفے سے بھی بڑھ کر ہے۔ مَیں ایک دفعہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ گویا جیسے ابو ہریرہؓ نے کہا تھا کہ روٹی معاویہؓ کے ہاں سے اچھی ملتی ہے اور نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے۔ اسی طرح اُس نے کہا عقائد تو ہمارے ٹھیک ہیں مگر دعائیں اِن کی قبول ہوتی ہیں۔

غرض قوم میں بادشاہت کے آ جانے کے باوجود پھر بھی کئی لوگ غریب ہی رہتے ہیں مگر کہا یہی جاتا ہے کہ وہ قوم بادشاہ ہے حالانکہ بادشاہ ایک ہی ہوتا ہے باقی سب بادشاہ نہیں ہوتے۔ اِسی طرح یہود کے متعلق یہ کہا گیا کہ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا۔ اگر یہی ضروری ہے کہ جب خدا یہ کہے کہ مَیں نے تم کو بادشاہ بنایا تو قوم کا ہر فرد بادشاہ بنے تو ثابت کرنا چاہئے کہ ہر یہودی کو خدا نے بادشاہ بنایا۔ مگر ایسا کوئی ثابت نہیں کر سکتا بلکہ یہی کہا جاتا ہے کہ جب کسی قوم میں سے بادشاہ ہو تو چونکہ وہ تمام قوم بادشاہت کے فوائد سے حصہ پاتی ہے اس لئے ہم دوسرے الفاظ میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ قوم بادشاہ ہوگئی۔ اِسی طرح جب کسی قوم میں سے بعض افراد کو خلافت مل جائے تو یہی کہا جائے گا کہ اُس قوم کو وہ انعام ملا۔ یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ہر فرد کو یہ انعام ملے۔

دوسری مثال اس کی یہ آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَہٗ (البقرة:92) کہ جب یہود سے یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن میں جو کچھ اُترا ہے اُس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا ہم تو اس پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل ہوا ہے۔ اب یہ امر صاف ظاہر ہے کہ وحی اُن پر نہیں اُتری تھی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُتری تھی۔ مگر وہ کہتے ہیں ''ہم پر اُتری'' گویا وہ حضرت موسیٰ یا دیگر انبیاء علیہم السلام کے کلام کے متعلق اُنْزِلَ عَلَیْنَا کہتے ہیں حالانکہ وہ کلام اُن پر نہیں بلکہ اُن کے انبیاء پر اُترا تھا۔ پس بعض افراد پر جو ایسا انعام نازل ہو جس سے ساری قوم کو فائدہ پہنچتا ہو تو یہی کہا جاتا ہے کہ وہ ساری قوم کو ملا۔ مثلاً زید کے پاس روپیہ ہو تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سارا شہر دولتمند ہے لیکن اگر شہر میں ایک عالم بھی ایسا ہو جو درس و تدریس کے ذریعہ لوگوں کی علمی خدمت کر رہا ہو تو اس شہر کو عالموں کا شہر کہہ دیا جاتا ہے۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ قادیان میں ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ عالم بھی ہیں جاہل بھی ہیں، دُکاندار بھی ہیں، مزدور بھی ہیں، پڑھے لکھے بھی ہیں اور اَن پڑھ بھی ہیں، مگر اِرد گرد کے دیہات میں قادیان کے جب بھی دو چار آدمی چلے جائیں تو وہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ''قادیان کے مولوی'' آ گئے چاہے وہ اینٹیں ڈھونے والے

مزدور ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قادیان میں ہر وقت علم کا چرچا رہتا ہے اور اس علمی چرچے کی وجہ سے قادیان کے ہر آدمی کو مولوی کہہ دیا جاتا ہے۔ جیسے باپ حکیم ہوتا ہے تو بیٹا خواہ طِبّ کا ایک حرف بھی نہ جانتا ہو اُسے لوگ حکیم کہنے لگ جاتے ہیں۔ تو جہاں شدید نسبت ہوتی ہے وہاں اس نسبت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور اُس کی وجہ سے افراد بھی اس میں شریک سمجھے جاتے ہیں۔ جب کسی نبی پر خدا کا کلام نازل ہو تو وہ نبی جس قوم میں سے ہو اس کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ اس پر خدا کا کلام نازل ہوا حالانکہ کلام نبی پر نازل ہوتا ہے۔ اسی طرح قوم میں سے کوئی بادشاہ ہو تو ساری قوم کو بادشاہ سمجھا جانے لگتا ہے۔ انگلستان میں کئی ایسے غریب لوگ ہیں جو دوسروں سے بھیک مانگتے ہیں لیکن ہندوستان میں اگر وہاں کا ایک چوہڑا بھی آ جائے تو اسے لوگ دور سے سلام کرنے لگ جاتے ہیں۔ پولیس والے بھی خیال رکھتے ہیں کہ "صاحب بہادر" کی کوئی ہتک نہ کر دے حالانکہ اپنے ملک میں اُسے کوئی اعزاز حاصل نہیں ہوتا مگر چونکہ قوم کے بعض افراد کو بادشاہت مل گئی اس لئے قوم کا ہر فرد معزز سمجھا جانے لگا۔

کچھ عرصہ ہوا ہندوستان کے ایک راجہ صاحب ولایت گئے۔ جب وہاں سے واپس آئے اور بمبئی میں پہنچے تو انہیں کوئی ضروری کام تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ بندرگاہ سے جلدی نکلنے کی اجازت مل جائے۔ پاسپورٹ دیکھنے پر ایک انگریز مقرر تھا۔ وہ جلدی سے پاسپورٹ لے کر آگے بڑھے اور کہا کہ میرا پاسپورٹ دیکھ لیجئے مجھے ایک ضروری کام ہے اور مَیں نے جلدی جانا ہے مگر اس نے کہا ٹھہرو مَیں باری باری دیکھوں گا۔ چنانچہ اس نے راجہ کی کوئی پرواہ نہ کی اور سب کے بعد اسے گزرنے کی اجازت دی۔ اس پر اخبارات میں بڑا شور اُٹھا کہ راجہ صاحب کی ہتک ہوئی ہے مگر کسی نے اس انگریز کو پوچھا تک نہیں کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔

تو جس قوم کو غلبہ حاصل ہو اس کے غرباء کو بھی ایک رنگ کی عزت حاصل ہو جاتی ہے۔ امریکہ میں جب شراب کی بندش ہوئی تو اس وقت بعض غیر ممالک کے جہاز چوری چوری وہاں شراب پہنچاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک انگریزی جہاز وہاں شراب لے گیا۔ اتفاقاً امریکہ والوں کو علم ہو گیا اور اُن کے جہازوں نے اس جہاز کا تعاقب کیا مگر اس دوران میں وہ ساحلِ امریکہ سے تین میل دور نکل آیا اگر اُس حد کے اندر جہاز گرفتار ہو جاتا تو اور بات تھی مگر اب چونکہ یہ جہاز امریکہ کی مقررہ حد سے باہر نکل آیا اس لئے بےفکر ہو کر چلنے لگ گیا۔ اس پر امریکہ کے جہازوں نے سگنل کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ ٹھہر جاؤ اور اگر نہ ٹھہرے تو تم پر بمباری کی جائے گی اس پر انگریزی جہاز نے اپنا جھنڈا اُونچا کر کے اس پر بجلی کی روشنی ڈال دی۔ مطلب یہ تھا کہ پہلے یہ دیکھ لو کہ یہ جہاز کس قوم کا ہے اگر اس کے بعد بھی تم میں بمباری کی ہمت ہوئی تو بیشک کر لینا۔ امریکہ والوں نے جب دیکھا کہ اس جہاز پر انگریزی جھنڈا لہرا رہا ہے تو وہ اُسی وقت واپس چلے گئے اور انہوں نے سمجھا کہ اگر ہم نے اس کا مقابلہ کیا تو امریکہ اور انگلستان کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی۔

تو کوئی قوم جب غلبہ پا لیتی ہے تو بعض باتوں میں اس کے ادنیٰ افراد کو بھی عزت مل جاتی ہے۔ یہاں کے کئی ہندو دوستوں نے مجھے سنایا کہ جب وہ باہر جاتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں کہ وہ قادیان سے آئے ہیں تو لوگ اُن کی بڑی خاطر تواضع کرتے ہیں، محض اس لئے کہ اُن کا قادیان سے تعلق ہوتا ہے۔ عرب سے جب کوئی آدمی ہندوستان میں آئے تو ہمارے ہندوستانیوں کی عرب صاحب، عرب صاحب کہتے زبانیں خشک ہو جاتی ہیں حالانکہ اپنے ملک میں اُسے کوئی پوچھتا بھی نہیں۔

اپنی جماعت کو ہی دیکھ لو۔ ہماری جماعت میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت رکھی ہوئی ہے، اس لئے بہت سے فوائد قوم کو پہنچ رہے ہیں۔ کہیں کسی احمدی کو ذرا بھی تکلیف ہو تو ساری دنیا میں شور مچ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر لوگوں کو کسی امداد کی ضرورت ہو تو وہ قادیان میں پہنچ جاتے ہیں اور یہاں سے اُن کی اکثر ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہمارے اندر بھی ویسا ہی تفرقہ ہوتا جیسا مسلمانوں کے اندر ہے تو نہ ہماری آواز میں کوئی طاقت ہوتی اور نہ مجموعی رنگ میں افرادِ جماعت کو وہ فوائد پہنچتے جو اَب پہنچ رہے ہیں۔

افغانستان کے خلاف
صدائے احتجاج بلند کرنے کا اثر

افغانستان میں جب ہماری جماعت کے بعض آدمی شہید ہوئے تو ہم نے صدائے احتجاج بلند کی اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی مؤثر ہوئی کہ چھ مہینے تک لنڈن کے گلی کوچوں میں اس کا چرچا رہا اور افغانی سفیر کے لئے شرم کے مارے باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔ جب بھی وہ نکلتا لوگ اُسے طعنے دیتے اور کہتے کہ کیا تمہارے ملک میں یہ آزادی ہے حالانکہ افغانستان میں روزانہ کئی پٹھان مارے جاتے ہیں اور کوئی ان کا ذکر تک نہیں کرتا۔ تو جماعتی نظام کی وجہ سے چونکہ افرادِ جماعت کو بہت کچھ فوائد حاصل ہوتے ہیں اس لئے جب قوم کے بعض افراد کو کوئی ایسا انعام ملتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ وہ انعام اس قوم کو ملا کیونکہ قوم اُن انعامات اور فوائد سے حصہ پاتی ہے جو خلافت یا بادشاہت سے تعلق رکھتے ہیں۔ غرض چونکہ ملوکیّت کے ذریعہ سے ساری قوم کی عزت ہوتی ہے اس وجہ سے وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا فرمایا۔ اور چونکہ خلافت سے سب قوم نے نفع اُٹھانا تھا اور اُٹھایا اس لئے خلافت کے بارہ میں بھی یہی کہا کہ تم کو خلیفہ بنایا جائے گا۔

خلافت ایک انتخابی چیز ہے
جس میں سب قوم کا دخل ہوتا ہے

دوسرا جواب یہ ہے کہ خلافت چونکہ انتخابی امر ہے اور انتخابی امر میں سب قوم کا دخل ہوتا ہے اس لئے انتخاب پر زور دینے کے لئے وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ کہا گیا کہ چونکہ یہ وعدہ قوم سے ہے اس لئے ورثہ کے طور پر یہ عہدہ نہیں مل سکتا بلکہ وہی خلیفہ ہو گا جس پر قوم جمع ہو۔ اس طرح انتخاب کے مسئلہ پر خاص طور پر زور دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ وہی شخص خلیفہ ہو سکتا ہے جس کی خلافت میں مؤمنوں کا ہاتھ ہو۔ بیشک یہ ایک الٰہی انعام ہے مگر یہ انعام ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ پہلے اپنے مومن بندوں کو دیتا ہے اور پھر ان کو نصیحت کرتا ہے کہ اپنے میں سے قابل ترین انسان کو منتخب کر کے اسے دے دو۔ پس وہ مومنوں کے ذریعہ سے خلافت کا انتخاب کراتا ہے تا کہ خلافت ورثہ کے طور پر نہ چل پڑے۔ اور ہمیشہ اس غرض کے لئے قوم بہترین لوگوں کو منتخب کیا کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ میں اُمت مُسلمہ سے اس لئے وعدہ کیا ہے تا یہ امر ان کے ذہن نشین ہو جائے کہ خلافت کا وعدہ قومی ہے اور قوم کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا خلیفہ بنا دے گا۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو نامزد کیوں کیا تھا؟

اگر کہا جائے کہ جب قوم کے انتخاب سے ہی کوئی خلیفہ ہو سکتا ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو نامزد کیوں کیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے یونہی نامزد نہیں کر دیا بلکہ پہلے صحابہؓ سے آپ کا مشورہ لینا ثابت ہے۔ فرق ہے تو صرف اتنا کہ اور خلفاء کو خلیفہ کی وفات کے بعد منتخب کیا گیا اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی موجودگی میں ہی منتخب کر لیا گیا۔ پھر آپ نے اسی پر بس نہیں کیا کہ چند صحابہؓ سے مشورہ لینے کے بعد آپ نے حضرت عمرؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا ہو بلکہ باوجود سخت نقاہت اور کمزوری کے آپ اپنی بیوی کا سہارا لے کر مسجد میں پہنچے اور لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! میں نے صحابہؓ سے مشورہ لینے کے بعد اپنے بعد خلافت کے لئے عمرؓ کو پسند کیا ہے کیا تمہیں بھی ان کی خلافت منظور ہے؟ اس پر تمام لوگوں نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ پس یہ بھی ایک رنگ میں انتخاب ہی تھا۔

کیا حضرت معاویہؓ کا یزید کو خلیفہ مقرر کرنا بھی انتخاب کہلا سکتا ہے؟

اگر کہا جائے کہ پھر معاویہؓ کا یزید کو مقرر کرنا بھی انتخاب کہلائے گا کیونکہ انہوں نے بھی لوگوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود معاویہؓ کا انتخاب نہیں ہوا اور جب ان کی اپنی خلافت ہی ثابت نہیں تو ان کے بیٹے کی خلافت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ ہم یزید کو معاویہ کا جانشین ماننے کے لئے تیار ہیں مگر ہم اسے خلیفہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ خلافت خود معاویہؓ کی بھی ثابت نہیں پھر ان کے بیٹے کی کس طرح ثابت ہو جائے۔ معاویہؓ ایک دُنیوی بادشاہ تھے اس لئے یزید کو بھی ہم ایک دُنیوی بادشاہ مان سکتے ہیں مگر خلیفہ تو نہ معاویہؓ تھے اور نہ یزید۔

پھر معاویہؓ نے جب یزید کے متعلق لوگوں سے مشورہ لیا تو اس وقت وہ لوگوں کے حاکم تھے۔ ایسی صورت میں جو انہوں نے مشورہ لیا وہ کوئی مشورہ نہیں کہلا سکتا کیونکہ مشورہ میں آزادی ضروری ہے لیکن جہاں آزادی نہ ہو اور جہاں بادشاہ اپنی رعایا سے کہہ رہا ہو کہ میرے بیٹے کی بیعت کر لو وہاں رعایا مشورہ دینے میں کہاں آزاد ہو سکتی ہے اور کب وہ اس کی بات کا انکار کر سکتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے افغانستان کا بادشاہ اپنی رعایا سے کہہ دے کہ اے لوگو! مجھے خلیفہ مان لو اور جب وہ مان لیں تو کہہ دے لوگوں نے مجھے حکومت کے لئے منتخب کیا ہے۔ یہ ہرگز انتخاب نہیں کہلا سکتا اور نہ اس قسم کا مشورہ مشورہ کہلا سکتا ہے۔ مشورہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب لوگ آزاد ہوں اور ہر ایک کو اجازت ہو کہ وہ مخلّی بالطبع ہو کر جس کا نام چاہے پیش کرے۔ پس اوّل تو معاویہؓ خود خلیفہ نہ تھے بلکہ بادشاہ تھے۔ دوسرے انہوں نے بادشاہ ہونے کی حالت میں اپنے بیٹے کی خلافت کا لوگوں کے سامنے معاملہ پیش کیا اور یہ ہرگز کوئی مشورہ یا انتخاب نہیں کہلا سکتا۔

باپ کا اپنے بیٹے کو خلافت کیلئے تجویز کرنا سنّتِ صحابہؓ کے خلاف ہے

پھر باپ کا بیٹے کو خلافت کے لئے پیش کرنا بھی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حقیقی انتخاب نہیں تھا کیونکہ باپ کا اپنے بیٹے کو خلافت کے لئے پیش کرنا سنّتِ صحابہؓ کے خلاف ہے۔ حضرت عمرؓ کی وفات کے قریب آپ کے پاس لوگوں کے کئی وفود گئے اور سب نے متفقہ طور پر کہا کہ آپ کے بعد خلافت کا سب سے زیادہ اہل آپ کا بیٹا عبداللہ ہے آپ اسے خلیفہ مقرر کر جائیں۔ مگر آپ نے فرمایا مسلمانوں کی گردنیں ایک لمبے عرصہ تک ہمارے خاندان کے آگے جُھکی رہی ہیں۔ اَب میں چاہتا ہوں کہ یہ نعمت کسی اور کو ملے۔ (تاریخ ابن اثیر جلد4 صفحہ65 مطبوعہ بیروت 1965ء)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد لوگ آپ کے بیٹے عبداللہ کو خلافت کے لئے منتخب کرتے تو یہ اور بات ہوتی مگر یہ جائز نہیں تھا کہ حضرت عمرؓ اپنے بیٹے کو خلافت کے لئے خود نامزد کر جاتے۔ اسی طرح اگر معاویہؓ اپنی موجودگی میں یزید کا معاملہ لوگوں کے سامنے پیش نہ کرتے اور بعد میں قوم اسے منتخب کرتی تو ہم اسے انتخابی بادشاہ کہہ سکتے تھے مگر اب تو نہ ہم اسے خلیفہ کہہ سکتے ہیں اور نہ انتخابی بادشاہ۔ ہم معاویہؓ کو گنہگار نہیں کہتے انہوں نے اس وقت کے حالات سے مجبور ہو کر ایسا کیا مگر یزید کو بھی بلکہ خود معاویہؓ کو بھی خلیفہ نہیں کہہ سکتے، ایک بادشاہ کہہ سکتے ہیں۔ یزید کا معاملہ تو جب معاویہؓ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا اس وقت تمام صحابہؓ اسے ایک تمسخر سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ چنانچہ تاریخ میں آتا ہے کہ معاویہؓ نے جب لوگوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے مسلمانو! تم جانتے ہو ہمارا خاندان عرب کے رؤساء میں سے ہے۔ پس آج مجھ سے زیادہ حکومت کا کون مستحق ہو سکتا ہے اور میرے بعد میرے بیٹے سے زیادہ کون مستحق ہے تو اس وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ایک کونہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں جب میں نے معاویہؓ کو یہ بات کہتے سنا تو وہ چادر جو میں نے اپنے پاؤں کے گرد لپیٹ رکھی تھی اس کے بند کھولے اور میں نے ارادہ کیا کہ کھڑے ہو کر معاویہؓ سے یہ کہوں کہ اے معاویہؓ! اس مقام کا تجھ سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کا باپ تیرے باپ کے مقابلہ میں رسول کریم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور جو خود اسلامی لشکروں میں تیرے اور تیرے باپ کے مقابلہ میں جنگوں میں شامل رہا ہے۔ مگر پھر مجھے خیال آیا کہ یہ دنیا کی چیزیں میں نے کیا کرنی ہیں اس سے فتنہ اٹھے گا اور مسلمانوں کی طاقت اور زیادہ کمزور ہو جائے گی۔ چنانچہ میں پھر بیٹھ گیا اور میں نے معاویہؓ کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی۔ تو صحابہؓ معاویہؓ کی اس حرکت کو بالکل لغو سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں تھی۔

باقی صفحہ نمبر9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جلسہ پر آنے والے ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اس جلسہ میں شامل ہونا اپنے اندر ایک بہت بڑا مقصد رکھتا ہے۔ اگر خدا کی رضا کے حصول کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کرتے ہوئے بندوں کے حقوق ادا نہیں ہو رہے تو پھر جلسہ پر آنے کا مقصد پورا نہیں ہو رہا۔

جب ہم نیک نیت ہو کر جلسے کے پروگراموں سے فیض اٹھانے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم اپنی زندگیوں میں انقلاب لانے والے بن سکیں گے۔ اس انقلاب کے لئے بنیادی اور سب سے اہم چیز دعا اور ذکر الٰہی ہے۔

ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے آج احمدیت کا چہرہ ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھو تمہارے قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔

(جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ کے اغراض و مقاصد کا بیان اور بیش قیمت نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 31 راگست 2007ء بمطابق 31 رظہور 1386 ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ، منہائیم (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

آج اس خطبہ کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے یہ بھی ایک بہت بڑا انعام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا کہ سال میں ایک دفعہ ہم جمع ہو کر اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی کے سامان بہم پہنچائیں۔ ایسے پروگرام بنائیں جو ہمیں خدا تعالیٰ سے قریب کرنے والے اور تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں۔ اس ارادے اور اس نیت سے یہ دن گزاریں کہ ہم نے اعلیٰ اخلاق اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ آپس میں محبت، پیار اور تعلق کو بڑھانا ہے، رنجشوں کو دور کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی ہے، ہر قسم کی لغویات سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ بظاہر یہ چند باتیں ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے بیان فرمایا۔ لیکن یہی باتیں ہیں جو انسان کے مقصد پیدائش کو پورا کرنے والی ہیں۔

پس جلسہ پر آنے والے ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اس جلسہ میں شامل ہونا اپنے اندر ایک بہت بڑا مقصد رکھتا ہے۔ اگر خدا کی رضا کے حصول کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کرتے ہوئے بندوں کے حقوق ادا نہیں ہو رہے تو پھر جلسہ پر آنے کا مقصد پورا نہیں ہو رہا اور اگر یہ مقصد پورا نہیں کرنا تو پھر اس جلسہ پر آنے کا فائدہ بھی کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں بھی صرف انہی کے حق میں پوری ہوں گی جو اس مقصد کو سمجھ رہے ہوں گے، اس غرض کو سمجھ رہے ہوں گے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ کا اجراء فرمایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں۔ بلکہ وہ علت غائی‘‘ یعنی وہ بنیادی وجہ وہ مقصد ’’جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں، اصلاح خلق اللہ ہے‘‘۔

پس ہر احمدی جو دنیا میں کسی بھی جگہ بسنے والا ہے۔ جب اپنے ملک کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوتا ہے یا اب بعض ذرائع اور سہولتوں کی وجہ سے بعض احمدی جن کو اللہ تعالیٰ نے آسانی اور وسائل مہیا فرمائے ہوئے ہیں دوسرے ممالک کے جلسوں میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ (یہاں بھی اس وقت بہت سے مختلف ممالک سے بعض احمدی آئے ہوئے ہیں جو جلسہ میں شمولیت کی نیت سے آئے ہیں)۔ ان سب شامل ہونے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسہ کے انعقاد کا جو مقصد تھا اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر یہ مقصد پیش نظر نہیں، اگر جلسہ کے پروگراموں نے ایک احمدی کی روحانی اور اخلاقی حالت میں کوئی بہتری پیدا نہیں کی تو ایسے شامل ہونے والوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر تقویٰ میں ترقی نہیں تو 20 ہزار یا 25 ہزار یا 30 ہزار کی حاضری بے مقصد ہے۔ تعداد بڑھنے سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ آپ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد تو تب پورا ہوگا جب ہم تقویٰ میں ترقی کریں گے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’تمام مخلصین، داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 302)

یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر ڈالی ہے اور یہ کتنی بڑی توقع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہے۔ آپ علیہ السلام تمام محبتوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہم پر غالب دیکھنا چاہتے ہیں۔ کوئی ایسی محبت نہ ہو جو اس محبت کا مقابلہ کر سکے۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت تمہارے دل میں قائم ہونی چاہئے۔ دنیا کی محبت آپؑ ہمارے دلوں سے مٹا دینا چاہتے ہیں لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ دنیا سے لاتعلق ہو جاؤ اور بالکل ہی جنگلوں میں جا کے بیٹھ جاؤ۔ آپ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے تو یہ بھی کفران نعمت ہے۔ اگر کوئی زمیندار ہے اور اپنے کھیت کا حق ادا نہیں کرتا، اپنی زمینداری کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ بھی کفران نعمت ہے۔ اگر کوئی تاجر ہے یا کسی کاروبار میں ہے یا ملازم ہے اور ان کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتا جو اس کے سپرد ہیں، جن کی اس پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک احمدی کے دل میں سب سے زیادہ محبت خدا کی ہو، اس کے رسولؐ کی ہو۔ دنیا کی یہ نعمتیں ایک احمدی کو دنیادار بنانے والی نہ

ہوں، اس کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور لے جانی والی نہ ہوں۔ یہ کاروبار، یہ دنیاوی نعمتیں ایک احمدی کو تقویٰ سے دور ہٹانے والی نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور لے جانے والی نہ ہوں، عبادتوں کو بھلانے والی نہ ہوں، اعلیٰ اخلاقی قدروں کو ہم سے چھیننے والی نہ ہوں۔ یہ کاروبار اور یہ دنیاوی نعمتیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں یہ ہمیں اللہ کی مخلوق کے حقوق غصب کرنے والی نہ بنائیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ اور رسول ﷺ کی محبت کا غلبہ ہمیں اس تعلیم پر چلانے والا ہو جو تعلیم ہمیں قرآن کریم نے دی ہے۔ اس محبت کی وجہ سے ہم اس اُسوہ پر چلنے والے ہوں جو آنحضرت ﷺ نے قائم فرمایا ہے۔ تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے ہم ان راہوں پر چلنے والے ہوں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے متعین فرمائی ہیں اور جن پر چل کر آنحضرت ﷺ نے ہمیں دکھایا اور جن کا اس زمانے میں اعلیٰ ترین نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا اور اپنی جماعت سے اس تقویٰ کے معیار کے حاصل کرنے کی توقع کی ہے۔

پس جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کو اس مقصد کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کے لئے یہ موقع میسر فرمایا ہے تا کہ پاکیزہ ماحول کے زیر اثر زیادہ تیزی سے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو حیلہ نکالا ہے، یہ تو ایک ذریعہ ہے، ایک بہانہ ہے کہ تقویٰ میں جلد سے جلد ترقی ہو، تمہارے لئے تربیت کا ایک ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ورنہ صرف یہی نہیں کہ جو جلسہ میں شامل ہوں انہوں نے ہی اپنے معیار اونچے کرنے ہیں۔ ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوا ہے، اس وقت آپؑ کی بیعت کے مقصد کو پورا کرنے والا ہوگا جب اپنے تقویٰ کے معیار بڑھائے گا۔

جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں ”خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانے میں پائے نہیں جاتے تھے دوبارہ اسے قائم کرے“۔

(تقریریں صفحہ21۔بحوالہ” مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے“ جلد اول صفحہ 156)

پھر آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں ”سوا ے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے“۔

(کشتئ نوح ۔روحانی خزائن جلد 19صفحہ15)

پھر ایک جگہ آپؑ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے اور توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت ”تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے“۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ279۔مطبوعہ لندن)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ”خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسی کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے“۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کو ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے اور خاص طور پر آپ جو اس جلسے میں اپنی روحانیت کی ترقی کے لئے شامل ہو رہے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہی مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے اور اس نیت سے ہر احمدی کو جلسوں میں شامل ہونا چاہئے۔ تقویٰ میں ترقی کے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ ماحول میسر کر کے مہیا فرمایا ہے۔ تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کریں کیونکہ جیسا کہ ان چند مختصر اقتباسات میں جو مَیں نے پیش کئے ہم نے دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں شمار ہی اسے کیا ہے جس میں حقیقی تقویٰ اور طہارت پیدا ہو اور اپنی عملی حالتوں کو درست کرتے ہوئے اولیاء بننے کی کوشش کرے۔ اور اولیاء کیا ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے ہیں۔ ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے تر رہتی ہیں۔ ان کی راتیں اور دن عبادتوں میں گزرتے ہیں۔ دنیاوی کاموں میں، جو ان کو پڑتے ہیں، ان میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔ ان کے ہر عمل سے خدا کی رضا کی تلاش کی جھلک نظر آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِاللّٰهِ (النور:38) جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو، مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچے میں رہے گا۔ اسی طرح جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے“۔ (الحکم جلد8نمبر 21مورخہ 24/جون1904ء صفحہ1)

پس اللہ تعالیٰ کی یہ یاد اور اس کا ذکر ہر احمدی کا مطمح نظر ہو، مقصد ہو۔ جہاں زبان ہر وقت ذکر الٰہی کر رہی ہو وہاں دل کی یہ حالت ہو کہ مَیں ہر اس عمل کو بجا لانے والا بنوں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ہر اس عمل سے، ہر اس کام سے بچنے والا بنوں جس کے نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ ہر وقت یہ پیش نظر رہے کہ میری ہر حرکت و سکون خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے ہے اس لئے میرے سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنے۔ پس یہ حالت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اسی حالت کے پیدا کرنے کے لئے سال میں ایک دفعہ چند دن کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ کے لئے بلایا ہے۔

پس اے وہ تمام احمدیو! جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ عہد بیعت باندھا ہے کہ اے امام الزمان! جو ایمان ہمارے دلوں سے نکل کر ثریا پر چلا گیا تھا اور جسے تُو دوبارہ پھر اس دنیا پر، اس زمین پر واپس لایا ہے اور وہ قرآنی تعلیم جس نے ہمیں خیر امت بنایا تھا لیکن ہم دنیا داری میں پڑ کر اسے بھلا بیٹھے تھے، جسے تُو نے پھر ہماری زندگیوں کا حصہ بنانے کے لئے ہم میں جاری فرمایا ہے اور خود اس کے پاک نمونے قائم فرمائے ہیں، ہم عہد کرتے ہیں کہ اب یہ ایمان اور یہ تعلیم ہمارے دلوں کا، ہمارے عملوں کا ہمیشہ کے لئے حصہ بنی رہے گی، انشاء اللہ۔ ہم اب اپنی زبانوں کو خدا تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق ذکر الٰہی سے تر رکھیں گے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب:42) یعنی اے مومنو! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ موقع مہیا فرمایا ہے کہ اس بات کی یاددہانی ہو جائے اور ان دنوں میں ذکر الٰہی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے، عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تا کہ تقویٰ کے معیار بڑھیں اور ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے والے بنیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے گا۔ پس تقویٰ میں بڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا لطف و احسان ظاہر ہوگا جس کا ایک ذریعہ حقوق اللہ کی ادائیگی ہے اور یہ حق عبادتوں اور ذکر الٰہی سے حاصل ہوگا۔

اس نکتے کو حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ کی مناسبت سے یوں بیان فرمایا تھا کہ کیونکہ یہ جلسہ شعائر اللہ میں سے ہے اور اس میں شامل ہونے کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانیت میں ترقی کا حصول بتایا ہے جس کا ایک بہت بڑا ذریعہ عبادت و ذکر الٰہی ہے۔ اور ذکر الٰہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور بہت سارے فائدوں میں سے اس کا بہت بڑا اور عظیم فائدہ یہ ہے کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ یعنی اگر تم ذکر الٰہی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارا ذکر کرے گا۔ پس خوش قسمت ہے وہ شخص جس کا ذکر اس کا آقا، اس کا مالک اس کا پیدا کرنے والا اور مالک حقیقی کرے، اس پر لطف و احسان فرمائے۔ پس ان دنوں میں اس اہم امر کی طرف ہر ایک کو بہت توجہ دینی چاہئے۔ چاہے وہ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر جلسہ سننے والے مرد ہیں یا عورتیں ہیں یا مختلف جگہوں پر خدمت پر مامور ڈیوٹی والے مرد ہیں یا لجنہ و ناصرات ہیں۔ کل بھی مَیں نے کارکنان اور کارکنات کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ذکر الٰہی کی طرف ان دنوں میں خاص توجہ دیں۔ ڈیوٹی دینے والے بھی جب بھی ڈیوٹی دے رہے ہوں ذکر الٰہی کی طرف توجہ رکھیں جس طرح باقی شاملین جلسہ ذکر الٰہی کی طرف توجہ رکھتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر تو ہمارا مقصد ہی پورا نہیں ہوتا۔ پس اس بنیادی بات کو ہر ایک کو پلّے باندھ لینا چاہئے۔ جو کام ہم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ایک نمائندے کے کہنے پر خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں اس میں اگر ہم عبادت اور ذکر الٰہی کو جتنی اہمیت دینی چاہئے وہ نہیں دیں گے تو نہ تو خدا تعالیٰ کے اس نمائندے کے ساتھ سچا تعلق جوڑنے والے بن سکتے ہیں اور نہ ہی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ: ”آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے“۔ یہ ایک ایسا فقرہ ہے کہ اس سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہئیں۔ ہم یہ پڑھتے ہیں، سنتے ہیں، جماعتی پروگراموں میں کئی دفعہ یہ الفاظ بینرز پر بھی ہم لکھے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن سرسری نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کو دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں یا تھوڑی دیر کے لئے توجہ پیدا ہوتی ہے تو وہ وقتی ہوتی ہے۔ پس بہت فکر کا مقام ہے، ہر فقرہ اور ہر لفظ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے، ہمیں جھنجھوڑنے والا ہے۔ ہم لاکھ کہتے رہیں، ہم احمدی ہیں لیکن اگر عرش کے خدا نے ہمیں اُس فہرست میں شامل نہیں کیا تو ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ بھی بیکار ہے اور ہمارا ان جلسوں میں آنے کا مقصد بھی فضول ہے۔ پس ان دنوں میں خوب دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑیں، ذکرِ خدا پہ زور دیں اور ظلمت دل مٹاتے جائیں۔ یہاں بہت سی علمی، تربیتی اور روحانی بہتری پیدا کرنے کے لئے تقاریر ہوں گی انہیں سنیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان تقریروں کو سنتے ہوئے یہ عہد کریں اور مدد مانگیں کہ اے خدا ہم نیک نیت ہو کر تیرے مسیح کے بلانے پر دلوں کی اصلاح کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ لیکن یہ اصلاح ہم اپنے زور بازو سے نہیں کر سکتے، تیری مدد کی ضرورت ہے۔ اگر اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی دعا سنتے ہوئے تو نے ہماری مدد نہ کی تو ہم تیری عبادت کے معیار

حاصل نہیں کرسکتے۔ پس اے میرے پیارے خدا تجھ کو تیرا ہی واسطہ کہ ہمیں ضائع ہونے سے بچا۔ جس نیک مقصد کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس سے وافر حصہ ہمیں عطا فرما کہ تیرے فضل کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں۔ ہمارے دلوں کو اتنا پاک اور صاف کردے کہ جو کچھ ہم سنیں اس سے صرف علمی اور ادبی حظ اور لطف نہ اٹھائیں بلکہ اُن تربیتی اور روحانی معیاروں کو اونچا کرنے والی باتوں کو ہم اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں، ان پر عمل کرنے والے ہوں، ان کو اپنی نسلوں میں جاری کرنے والے ہوں۔ پس جب ہم نیک نیت ہو کر جلسے کے پروگراموں سے فیض اٹھانے کی کوشش کریں گے، دعائیں کرتے ہوئے تمام نیک باتوں کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم اپنی زندگیوں میں انقلاب لانے والے بن سکیں گے۔ اس انقلاب سے حصہ لینے والے بن سکیں گے جس انقلاب کے لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے اور پھر دنیا میں بھی انقلاب لانے والے بنیں گے انشاء اللہ۔

پس اس انقلاب کے لئے بنیادی اور سب سے اہم چیز دعا اور ذکر الٰہی ہے جب یہ عادت ہم اپنے اندر پیدا کرلیں گے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پیدا کرلیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکامات کے مطابق ہم مزید احکامات پر بھی عمل کریں گے۔ حقوق العباد ادا کرنے والے بھی بن جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسے کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جمع ہونے سے آپس میں تودّد و تعارف بڑھے گا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے والے بنیں گے تو تودّد و تعارف کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ آپس کی محبت اس تعارف سے پیدا ہو۔ تو جب نئے تعلقات کو فروغ دیا جائے گا اور ایک دوسرے سے محبت بڑھانے کے سامان کئے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے پرانے تعلقات میں پہلے سے بڑھ کر بہتری پیدا کرنے کی کوشش ہوگی۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رنجشیں پیدا ہوچکی ہیں تو انہیں دُور کرنے کی کوشش ہوگی، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہ صرف فضول گوئی اور بدکلامی سے بچے رہیں گے بلکہ پیار اور محبت پیدا کررہے ہوں گے۔ نہ صرف لڑائی جھگڑوں سے بچ رہے ہوں گے بلکہ پرانے لڑائی جھگڑوں پر ایک دوسرے سے معذرتیں اور معافیاں مانگ رہے ہوں گے۔ ذاتی اناؤں کے جال سے نکل رہے ہوں گے۔ کئی شکایات یہاں سے مجھے آتی ہیں، ذرا ذراسی بات پر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوجاتے ہیں، جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور بعض کو پھر مجبوراً دکھی دل کے ساتھ سزا بھی دینی پڑتی ہے کیونکہ نظام جماعت کا تقدس تمام رشتوں سے زیادہ ہے، ہر رشتے سے بالا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حقیقی تعلق ہے تو اپنی حرکتوں پر پشیمان ہوتے ہوئے آپس میں پیدا ہوئی ہوئی دراڑوں کو نہ صرف اس محبت کی وجہ سے جوڑنے والے ہوں گے بلکہ محبت کے تعلقات پیدا کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرنے والے بنیں گے کہ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کو اس کی زبان اور ہاتھ سے کبھی تکلیف نہیں پہنچتی، نہ پہنچنی چاہئے۔

پھر ان دنوں میں جبکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جمع ہوتے ہیں، اس کے آگے جھکتے ہوئے اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں، کامل ایمان کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہیں، کامل فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چل رہے ہیں تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی بھی موقع پر نظام جماعت کی فرمانبرداری سے باہر ہوں۔ ایک طرف تو یہ کوشش ہو کہ ہم آسمان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں لکھے جائیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء کے قائم کردہ نظام جماعت کی اطاعت سے باہر جارہے ہوں۔ پس یہ دوعملیاں نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے کبھی نہیں دکھا سکتے اور نہ کبھی دکھاتے ہیں۔ ان دنوں میں دلوں کے اس میل کو بھی دعاؤں کے ذریعہ سے، اصلاح کے ذریعہ سے دھونے کا موقع ملتا ہے۔ اگر اصلاح کی غرض سے اس جلسے میں شامل ہوئے ہیں اور کوئی میلہ سمجھ کر شامل نہیں ہوئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جلسہ کوئی میلہ نہیں ہے، تو یقیناً پھر دلوں کے میل بھی دھوئیں گے۔ بعض دفعہ روزمرہ کی زندگی میں بھی اور جلسہ کے دنوں میں بھی ایک عام احمدی کی رنجشیں اور جھگڑے عہدیداران سے بھی ہوجاتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اگر یہ ذہن میں ہو کہ اس جلسے کا مقصد کیا ہے تو ہر ایک احمدی اپنے پرانے جھگڑے بھی ختم کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر یہاں کوئی تلخی کی صورت پیدا ہوئی ہے تو اسے بھی دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ عہدیداران اور جلسے کے دنوں میں ڈیوٹی دینے والے بھی اس بات کا خیال رکھیں۔ کل بھی مَیں نے یہی کہا تھا کہ اخلاق کے اعلیٰ معیار سب سے زیادہ ڈیوٹی دینے والوں سے ظاہر ہونے چاہئیں کہ بحیثیت کارکن اور عہدیداران کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ اس لئے ان میں برداشت کا پہلو بھی زیادہ ہونا چاہئے یا برداشت پیدا کرنے کی ان کو زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ ان میں عفو اور درگزر کا پہلو بھی زیادہ ہونا چاہئے اور انہیں دوسروں کے لئے نمونہ بننے کے لئے اپنی عبادتوں اور دوسرے اخلاق کے معیار اونچا کرنے کی بھی دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

پس اگر عہدیدار اپنے آپ کو عہدیدار کی بجائے خادم سمجھیں اور افراد جماعت اپنے عہدیداران کو نظام جماعت چلانے کے لئے خلیفہ وقت کے مقرر کردہ کارکن سمجھیں تو یہ تعلقات ہمیشہ محبت اور پیار کے تعلق کی صورت میں رہیں گے جو پھر خلیفہ وقت کے تابع ہو کر دنیا کو امن اور سلامتی کا حقیقی پیغام دینے والے ہوں گے، دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ ان راہوں پر چلنے والے ہوں گے جن راہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں گے جن معیاروں کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ”اے سعادت مند لوگو!“ آپ میں سعادت تھی تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، زمانے کے امام کو قبول کیا۔ اب سعادت کا پہلا قدم تو تم نے اٹھالیا، آگے آپؑ فرماتے ہیں ”اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے“ ایک قدم سعادت کا تو تم نے اٹھالیا، نیک فطرت تھی قبول کرلیا، اب اپنے آپ پر اس تعلیم کو بھی لاگو کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں ”تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے، نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا“۔ دنیاوی کام ہیں ان سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ ذریعے ہیں ان سے تمہیں منع نہیں کرتا، توکل اگر اللہ تعالیٰ پر کرنا ہے تو اس کے لئے حکم ہے کہ اونٹ کا گھٹنا باندھو۔ ”لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں، سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہوجاؤ۔ انسان کے نفس امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بھی بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہوسکتا ہے اگر تم اس چندروزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے، کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے“۔ اپنی طاقت سے کوئی بدی دُور نہیں کرسکتے اس لئے دعائیں مانگو ”اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ، بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گرجائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہوجائیں“۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63 مطبوعہ لندن)

یہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ معیار جس کی طرف آپؑ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہوجاؤ۔ یہ بڑا اچھا موقع اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہے اگر ان دنوں میں ہر ایک خود اپنا محاسبہ کرے تو اپنی تصویر خود سامنے آجائے گی۔ اگر نیک نیتی سے اپنا محاسبہ کررہے ہوں گے تو ان نفسانی کینوں اور غصّوں کا حال خود معلوم ہوجائے گا۔ ”تکبر سے بچو“۔ فرمایا یہ تکبر ہی ہے جو نافرمان بناتا ہے۔ تکبر ہی ہے جس نے انبیاء کا انکار کروایا اور یہ تکبر ہی ہے جو نظام جماعت یا عہدیداران کے خلاف دوسرے کو بھڑکاتا ہے اور یہ تکبر ہی ہے جو آپس میں بھی ایک دوسرے سے لڑاتا ہے۔ پھر حقیقی ہمدردی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے پیدا کرو تبھی تمہاری باتوں کا اثر ہوگا، تبھی تمہاری تبلیغ مؤثر ہوگی۔ کئی لوگ ہمارے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی آتے تھے، قادیان کا ماحول دیکھتے تھے اور اس ماحول کا ہی اثر ان پر ہوتا تھا۔ ان لوگوں کے اخلاق کا اثر بھی ان لوگوں پر ہوتا تھا جو احمدی ہوجاتے تھے۔ اب بھی دنیا کے مختلف ممالک میں جب جماعت کے جلسے ہوتے ہیں اور لوگ آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک اثر لے کر جاتے ہیں اور بعض ان میں سے پھر بیعت کرکے جماعت میں بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ تو ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے اور ہر ایک کو یہ بات اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے کہ ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے آج احمدیت کا چہرہ ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھو تمہارے قول اور عمل میں تضاد نہ ہو تبھی تمہاری دعوت الی اللہ میں برکت پڑے گی۔ جماعت کی نیک نامی کا باعث بھی تم تبھی بنو گے جب ہمیشہ سچائی پر قائم ہوگے۔ کسی کی برائی نہ چاہو۔ ذاتی منفعت اور فائدہ تمہیں کسی سے برائی پر مجبور نہ کرے۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارے ہر عمل کو خدا دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت دل میں خدا کا خوف ہو اور اس کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کے آگے جھکو اور اپنی عبادتوں کے معیار قائم کرو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت تمہیں تبھی فائدہ دے گی جب ہر حالت میں تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو گے۔ صرف

دعوے اور نعرے کبھی کام نہیں آئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جماعت کے اعلیٰ معیار دیکھنے کی کس قدر تڑپ تھی اور کس درد سے آپ نے جماعت کے لئے دعائیں کی ہیں اس کا ایک نمونہ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں ’’دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا۔ اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہاں مَیں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادے میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو‘‘۔

(اشتہار التوائے جلسہ 27؍ دسمبر 1893ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 446)

اللہ تعالیٰ ہمارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام نیک تمناؤں اور دعاؤں کو ہمارے حق میں پورا فرمائے۔ ہم میں کبھی کوئی بھی ایسا نہ ہو جائے جو اپنی بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے کاٹا جائے۔ اے اللہ! تُو ہم پر ہمیشہ اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر پھیلائے رکھ اور ہمیں ہمیشہ اپنے محبوب اور خاتم الانبیاء کے عاشق صادق کی جماعت سے جوڑے رکھ اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو ان فضلوں اور انعاموں کا وارث بنا جن کا تُو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

بقیہ: تلاوت قرآن کریم از صفحہ نمبر 2

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کیا کرتے تھے آپ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن پڑھ کر توقف فرماتے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھتے اور توقف فرماتے۔

……عَنْ یَعْلَی بْنِ مَمْلَکٍ اَنَّہٗ سَالَ اُمَّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَنْ قِرَاءَ ۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ و سلم فَاِذَاھِیَ تَنْعُتُ قِرَاءَ ۃً مُفَسَّرَۃً حَرْفًا حَرْفًا

(رواہ الترمذی وابوداود والنسائی بحوالہ مشکاۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن)

یَعْلٰی بِنْ مَمْلِکؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے آنحضور ﷺ کے قرآن کی تلاوت کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آنحضور ﷺ کی قراءت، قراءت مفسرہ ہوتی تھی یعنی ایک ایک حرف کے پڑھنے کی سننے والے کو سمجھ آرہی ہوتی تھی۔

……عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔

(سنن ابی داود کتاب الوتر باب استحباب الترتیل فی القراءۃ)

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔

پھر یہ بھی احادیث ملتی ہیں کہ قرآن کریم کے حکم کی تعمیل میں رسول کریم ﷺ بہت تاکید فرماتے تھے کہ تلاوت توجہ سے سنی جائے۔ حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب فضائل القرآن میں قرآن کریم غور سے سننے کے بارہ میں آنحضور ﷺ کی نصائح اور اُسوہ کے بارہ میں روایات کا ایک باب باندھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس ضمن میں کس قدر تاکید فرماتے تھے اور صرف صحیح بخاری ہی نہیں بلکہ قریباً تمام کتبِ حدیث میں ملتے جلتے مضامین کی احادیث کثرت سے ملتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ان نصائح پر صحابہؓ نے اپنی فطری اطاعت کی عادت کے مطابق والہانہ لبیک کہا۔ بہت سے صحابہؓ نے قرآن کریم کی تعلیم و تدریس کو ہی اپنا شغل بنا لیا اور دن رات اس کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کے حق میں گواہی دیتے ہوئے فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (البقرۃ:122)

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

……چنانچہ روایات میں ہے کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ کتنی دیر میں قرآن کریم کا مکمل دَور کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ ایک رات میں۔ آپؐ نے فرمایا:

’’اِقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ شَھْرٍ۔ قُلْتُ اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّۃً قَالَ فَاقْرَاْہُ فِیْ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰی ذَالِکَ‘‘۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فی کم یقرا القرآن)

ایک مہینہ میں قرآن کریم کا دَور مکمل کیا کرو مَیں نے عرض کی کہ مجھے اس سے زیادہ کی توفیق ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر ایک ہفتہ میں مکمل کر لیا کرو لیکن اس سے جلدی نہیں۔

اس روایت سے ایک تو یہ علم ہوتا ہے کہ صحابہ کو قرآن کریم سے کس درجہ عشق تھا اور وہ کس طرح دن رات اس کی تلاوت کرنا چاہتے تھے۔ دوسری جانب حفاظت قرآن کے حوالہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس قدر گہری نظر سے حفاظت قرآن کا اہتمام فرماتے۔ اس طرح تیزی سے پڑھنے سے معانی کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس طرح تلاوت کرنی چاہئے کہ معانی بھی سمجھ آرہے ہوں۔

……حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام آدابِ تلاوت کے ضمن میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ’ق‘ اور ’ع‘ کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 284، 285)

……اسی طرح تلاوتِ قرآن کریم کا ایک اَور ادب یہ سکھلایا:

’’اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن (البقرہ:3) قرآن بھی ان لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتدا میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 536)

اسلامی عبادات کے ساتھ خصوصی طور پر قرآن کریم کی تلاوت کو بہت مضبوطی سے باندھ دیا گیا ہے۔ نماز دس برس کی عمر سے ہر مسلمان پر دن میں پانچ مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور ہر نماز میں قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ یاد کرنا ہی پڑتا ہے اور امام کی تلاوت پیچھے صفوں میں کھڑے نمازی غور سے سُنتے اور کسی بھی غلطی کی صورت میں اصلاح کرواتے ہیں۔

نیز اس طرح بار بار تلاوت اور بار بار سُننے سے مختلف لوگوں کو قرآن کریم کے مختلف حصے ازبر ہو جاتے ہیں۔

……آنحضور ﷺ نمازوں میں قرآن کریم کی لمبی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت ملتی ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے نمازِ تہجد میں قرآن شریف کی پہلی پانچ سورتوں کی بالترتیب تلاوت فرمائی جو مجموعی طور پر قرآن کریم کے پانچویں حصہ کے برابر ہیں۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہٖ)

…… اسی طرح بخاری میں ذکر ملتا ہے کہ لمبے لمبے قیام کرنے کی وجہ سے آپؐ کے پاؤں متورم ہو جایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الصلاۃ باب قیام النبی ﷺ ان ترم قدماہ.....)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: قِرَاءَ ۃُ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلَاۃِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَ ۃِ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلَاۃِ وَ قِرَاءَ ۃُ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلَاۃِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ۔

(مشکاۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن الفصل الثالث)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، نماز میں قرآن کریم کا پڑھنا افضل ہے اس پڑھنے سے جو نماز کے علاوہ پڑھا گیا ہو اور نماز کے علاوہ قرآن کریم پڑھنا خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تکبیر بیان کرنے سے زیادہ افضل ہے۔

……اسی طرح سال میں ایک مرتبہ ایک رمضان المبارک میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دور کرنے کی عادت بہت مبارک ہے جو حضرت رسول کریم ﷺ کی سنت کی اتباع میں آپؐ کے زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ اس کے علاوہ نفل نماز میں قرآن کریم کا ایک دور ہے۔ یہ مبارک عادت حضرت عمرؓ کے دور سے نماز تراویح کی شکل میں باقاعدہ جاری ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ہر رمضان میں ساری دنیا کی ہر بڑی مسجد میں سارا قرآن کریم حافظ لوگ حفظ سے بلند آواز کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ ایک حافظ امامت کراتا ہے اور دوسرا حافظ اس کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے تا اگر کسی جگہ پر وہ بھول جائے تو اُس کو یاد کرائے۔ اس طرح (اس ایک ماہ میں ہی) ساری دنیا میں لاکھوں جگہ پر قرآن کریم صرف حافظہ سے دہرایا جاتا ہے‘‘۔ (دیباچہ تفسیر القرآن ضیاء الاسلام پریس ربوہ صفحہ 277)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت کو اس کے تمام آداب کے ساتھ کرنے والے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں اس کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

بقیہ:خلافت راشدہ از صفحہ نمبر 4

یزید کے ایک بیٹے کی تختِ حکومت سے دستبرداری

پھر یزید کی خلافت پر دوسرے لوگوں کی رضا تو الگ رہی خود اس کا اپنا بیٹا متفق نہ تھا بلکہ اس نے تخت نشین ہوتے ہی بادشاہت سے انکار کر کے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ یہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے مگر میں نہیں جانتا مسلمان مؤرخین نے کیوں اس واقعہ کو زیادہ استعمال نہیں کیا۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ اس واقعہ کو بار بار دُہراتے کیونکہ یہ یزید کے مظالم کا ایک عبرتناک ثبوت ہے۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا تخت نشین ہوا جس کا نام بھی اپنے دادا کے نام پر معاویہ ہی تھا تو لوگوں سے بیعت لینے کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا اور چالیس دن تک باہر نہیں نکلا۔ پھر ایک دن وہ باہر آیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ مَیں نے تم سے اپنے ہاتھوں پر بیعت لی ہے مگر اس لئے نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو تم سے بیعت لینے کا اہل سمجھتا ہوں بلکہ اس لئے کہ مَیں چاہتا تھا کہ تم میں تفرقہ پیدا نہ ہو اور اس وقت سے لے کر اب تک مَیں گھر میں یہی سوچتا رہا کہ اگر تم میں کوئی شخص لوگوں سے بیعت لینے کا اہل ہو تو مَیں یہ امارت اس کے سپرد کر دوں اور خود بری الذمّہ ہو جاؤں مگر باوجود بہت غور کرنے کے مجھے تم میں کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا اس لئے اے لوگو! یہ اچھی طرح سن لو کہ مَیں اس مَنصب کے اہل نہیں ہوں اور مَیں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا باپ اور میرا دادا بھی اس مَنصب کے اہل نہیں تھے۔ میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا اور اس کا باپ حسنؓ حسینؓ کے باپ سے کم درجہ رکھتا تھا۔ علیؓ اپنے وقت میں خلافت کا حقدار تھا اور اس کے بعد بہ نسبت میرے دادا اور باپ کے حسنؓ اور حسینؓ خلافت کے زیادہ حقدار تھے اس لئے میں اس امارت سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ اب یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ جس کی چاہو بیعت کر لو۔ اس کی ماں اُس وقت پردہ کے پیچھے اس کی تقریر سن رہی تھی جب اس نے اپنے بیٹے کے یہ الفاظ سنے تو بڑے غصہ سے کہنے لگی کہ کمبخت تُو نے اپنے خاندان کی ناک کاٹ دی ہے اور اس کی تمام عزت خاک میں ملا دی ہے۔ وہ کہنے لگا جو سچی بات تھی وہ مَیں نے کہہ دی ہے اب آپ کی جو مرضی ہو مجھے کہیں۔ چنانچہ اس کے بعد وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور تھوڑے ہی دن گزرنے کے بعد وفات پا گیا۔

(تاریخ ابن اثیر جلد4 صفحہ130 مطبوعہ بیروت 1965ء)

یہ کتنی زبردست شہادت اس بات کی ہے کہ یزید کی خلافت پر دوسرے لوگوں کی رضا تو الگ رہی خود اس کا اپنا بیٹا بھی متفق نہ تھا۔ یہ نہیں کہ بیٹے نے کسی لالچ کی وجہ سے ایسا کیا ہو۔ یہ بھی نہیں کہ اس نے کسی مخالفت کے ڈر سے ایسا کیا ہو بلکہ اس نے اپنے دل میں سنجیدگی کے ساتھ غور اور فکر کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ میرے دادا سے علیؓ کا حق زیادہ تھا اور میرے باپ سے حسنؓ حسینؓ کا اور میں اس بوجھ کو اُٹھانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ پس معاویہؓ کا یزید کو مقرر کرنا کوئی انتخاب نہیں کہلا سکتا۔

آیتِ استخلاف کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تشریح

تیسرا جواب احمدیوں کے لئے ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کے معنی کرتے ہوئے ''سِرّ الخلافہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ وَعَدَ فِیْ ھٰذِہِ الاٰیَاتِ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ اَنَّہٗ سَیَسْتَخْلِفَنَّ بَعْضَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْھُمْ فَضْلاً وَّرَحْمَۃً ۔

(سِرّا الخلافة ،روحانی خزائن جلد8 صفحہ334)

اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ان میں سے بعض کو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ خلیفہ بنائے گا۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ میں ساری قوم مراد نہیں بلکہ بعض افرادِ امت مراد ہیں تو کم از کم کوئی احمدی یہ معنی نہیں کر سکتا کہ یہاں ساری قوم مراد ہے۔

خلافتِ محمدیہ کا استنباط

چوتھا جواب بھی احمدیوں کے لئے ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس آیت سے اپنی خلافتِ محمدیہ کا استنباط کیا ہے اور اس وعدہ میں خلافتِ نبوت بھی شامل کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خلافتِ نبوت سے ساری قوم مراد نہیں ہو سکتی بلکہ بعض افراد ہی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے جہاں بادشاہت کا ذکر کیا ہے وہاں تو یہ فرمایا ہے کہ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا تم کو بادشاہ بنایا مگر جب نبوت کا ذکر کیا تو جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ فرمایا۔ یعنی اس نے تم میں انبیاء مبعوث فرمائے اور اس فرق کی وجہ یہی ہے کہ یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے فلاں قوم کو بادشاہ بنایا مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں قوم کو نبی بنایا۔ پس اگر نبوت کا وعدہ ساری قوم کو مخاطب کرنے کے باوجود بعض اشخاص کے ذریعہ پورا ہو سکتا ہے تو خلافت کا وعدہ بھی ساری قوم کو مخاطب کرنے کے باوجود بعض اشخاص کے ذریعہ پورا ہو سکتا ہے۔ اور جس طرح وعدے کے ایک حصے کا ایفاء ہوا اسی طرح وعدہ کے دوسرے حصے کا ایفاء ممکن ہے۔

خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت

پانچواں جواب اس کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل نے اس پر شہادت دے دی ہے کہ اس کی اس آیت سے کیا مراد ہے۔ خدا نے یہ کہا تھا کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کہ وہ ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہنے والوں کو زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے پہلوں کو خلیفہ بنایا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی اس سے یہ مراد تھی کہ ہم جمہوریت قائم کر دیں گے تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آیا رسول کریم ﷺ کے بعد جمہوریت قائم ہوئی یا نہیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشاء تھا کہ بعض افرادِ امت کو خلافت ملے گی اور ان کی وجہ سے تمام قوم برکاتِ خلافت کی مستحق قرار پا جائے گی تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آیا اس رنگ میں مسلمانوں میں خلافت قائم ہوئی یا نہیں۔ بہرحال رسول کریم ﷺ کے بعد جس طرح اس نے یہ وعدہ پورا کیا وہی اس آیت سے مراد ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ عمدگی کے ساتھ اور کوئی پورا نہیں کر سکتا۔ اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت جب ہم رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض افرادِ امت کو ہی خلافت ملی، سب کو خلافت نہیں ملی۔ پس یا تو یہ مانو کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد لوگ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے مصداق نہیں رہے تھے اور جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ اُمت میں صرف اڑہائی مومن تھے اسی طرح یہ تسلیم کر لو کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ سب منافق ہی منافق رہ گئے تھے، اس لئے خلافتِ قومی کا وعدہ ان سے پورا نہ ہوا اور اگر وہ ایمان اور عمل صالح پر قائم تھے تو پھر اگر ان سے ہی صحیح رنگ میں یہ وعدہ پورا نہیں ہوا تو اور کس سے ہو سکتا ہے۔ بہرحال رسول کریم کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں جس رنگ میں خلافت قائم کی وہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے اور خدا تعالیٰ کی یہ فعلی شہادت بتا رہی ہے کہ قوم سے اس وعدہ کو بعض افراد کے ذریعہ سے ہی پورا کیا جائے گا۔

(باقی آئندہ)

اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

جاگ اے شرمسار! آدھی* رات اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی باخبر ، ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں کبھی اس کو پکار آدھی رات
اس کے دربارِ عام میں جا بیٹھ سب لبادے اتار آدھی رات
دو گھڑی عرضِ مدّعا کر لے وقت ہے سازگار آدھی رات
بابِ رحمت کو کھٹکھٹانے دے میرے پروردگار! آدھی رات
شدّتِ غم میں کچھ کمی کر دے اب تو اے غمگسار! آدھی رات
کھلتے کھلتے کُھلے بابِ قبول عرض کر بار بار آدھی رات
اپنے داتا کے در پہ آیا ہے ایک اُمّیدوار آدھی رات
ہوش و صبر و قرار کا دامن ہو گیا تار تار آدھی رات
میری فریاد کا جواب تو دے بول اے کردگار! آدھی رات
بے کسوں کو تری کریمی کا آ گیا اعتبار آدھی رات
اشک در اشک جھلملانے لگا میرا قرب و جوار آدھی رات
کس لیے بے قرار ہے مضطرؔ کس کا ہے انتظار آدھی رات

(چوھدری محمد علی مضطرؔ عارفی)

* آدھی کو پنجابی لفظ اَدّھی کے معنوں میں سمجھا جائے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

قسط نمبر11

بعض اوقات خدا تعالیٰ تھوڑے سے صدقے میں اتنی برکت اور خوشی رکھ دیتا ہے جو شائد بہت ساری دولت خرچ کر کے بھی نہیں ملتی۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کے پاس مال ہوتا ہے اور وہ اُس کو اپنی دنیاوی ضروریات کے لئے خرچ بھی کر رہے ہوتے ہیں مگر جب خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بات آئے تو بہت تھوڑی مقدار میں دیتے ہیں یا دیتے ہی نہیں اس سے اُن کو کئی بار بے حد نقصان ہو جاتے ہیں۔

مکرمہ محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ نے ایک بار ایک واقعہ سنایا تھا کہ ایک عورت کے گھر چندہ لینے کے لئے جب بھی کوئی جاتا تھا تو وہ بہت بُرا مناتی تھی اور کہتی تھی کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں، کچھ نہیں ہے۔ ایک دن اُس کے گھر چوری ہوگئی۔ پھر وہ بہت پریشان ہوئی اور سب کو کہتی تھی کہ میرے پانچ سو روپے چوری ہو گئے ہیں۔ اُس زمانے میں پانچ سو روپے بہت بڑی رقم تھی۔ حضرت صاحبزادی صاحبہ نے کہا کہ اُس کو پوچھو کہ تم تو کہتی تھی کہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے تو یہ رقم کہاں سے آئی؟ جس خدا نے دی تھی اُس کو تو علم تھا کہ تمہارے پاس رقم ہے۔ پھر تم یہ کیوں کہتی تھی کہ کچھ نہیں ہے۔

قرض انسان کو کمزور کرتا ہے

خصوصًا سودی قرضہ

دنیا میں اگر انسان قرض لے تو وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ سود پہ لیا گیا قرض انسان کو اور اُس کی نسلوں کو اور بھی زیادہ کمزور کرتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک پاکستان میں کچھ گروہ ایسے ہیں جنہوں نے غریب لوگوں کو سودی قرضوں میں جکڑ کر بعض جگہ اینٹوں کے بھٹوں پر غلام بنایا ہوا ہے۔ اُن کی ایک نسل کے بعد دوسری نسل اینٹیں بناتی ہوئی مر جاتی ہے۔ بھٹوں کے مالک اور انتظامیہ اُن کو بہت کم اُجرت دیتی ہے جس سے اُن کو پیٹ بھر کے روٹی بھی نہیں ملتی۔ یہاں یورپ کے ایک ٹی وی پہ اُن کی ڈاکومنٹری فلم دکھائی گئی تھی کہ اگر اُن غریب لوگوں میں سے کوئی اس ظلم کے خلاف آواز اُٹھانا چاہے تو بھٹوں کی انتظامیہ اُس کو مروا دیتی ہے۔

جس سرزمین پہ ظلم بڑھ جائے اور لوگوں میں بے حسی عام ہو اور کوئی اُس ظلم کے خلاف آواز نہ اُٹھائے اُس سرزمین پہ کبھی خدا کا عذاب آجاتا ہے اور سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے۔ خدا ظلم کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام تو غلامی کو دنیا سے مٹانے آیا تھا۔ سود پہ قرضہ دے کر تو ہندو مہاجن لوگوں کو غلام بنایا کرتے تھے۔ مسلمانوں کا تو یہ خاصہ نہ تھا۔

اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قرضہ دیا ہے تو بغیر سود کے قرضہ دے۔ پھر اگر قرضدار قرضہ واپس کرنے کے قابل نہ ہو اور جس نے قرض دیا ہے وہ خوشحال ہو تو وہ خدا کی رضا کے لئے قرض معاف کر دے تو یہ بھی ایک مالی قربانی ہے جو قربانی کرنے والے کو بھی اور اُس کی قوم کو بھی مضبوطی عطا کرے گی انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (البقرۃ:246)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تا کہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھائے۔ اور اللہ (رزق) قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا ایسا ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ کو کوئی قرضہ حسنہ دے۔ خدا تعالیٰ اُس کو کئی گنا بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو قرض کی حاجت نہیں ہے مگر یہ خدا تعالیٰ کی قدر دانی ہے کہ وہ اپنے بندے کو خود رزق عطا فرماتا ہے پھر جب اس میں سے کچھ حصہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کرے تو خدا اُس کے رزق میں بے حد برکت دیتا ہے۔

رزق کو توازن سے خرچ کرنے سے مضبوطی آتی ہے

رزق کو ہمیشہ توازن سے خرچ کرنے سے مضبوطی آتی ہے۔ کئی بار لوگ اپنے بہن بھائیوں اور والدین پر تو بہت زیادہ خرچ کر رہے ہوتے ہیں مگر بیوی بچے مشکل میں ہوتے ہیں۔ یہ انصاف کے خلاف ہے۔ اس سے گھر کمزور ہوتے ہیں۔

اسی طرح کئی بار لوگ اپنی ذات پر اور بیوی بچوں پر بے تحاشا خرچ کر رہے ہوتے ہیں مگر بہن بھائیوں یا والدین کی بات ہو تو کہتے ہیں کہ ہم تو بہت مشکل میں ہیں، ہمارے پاس تو کچھ نہیں ہے، ہمارا تو اپنا گزارہ نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ کئی بار اُن کے بیوی بچے اُن کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اُن کو وہ بے تحاشا مراعات دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن کیونکہ اُنہوں نے باقی رشتہ داروں کا حق ادا نہیں کیا ہوتا اس لئے اُن کو حقیقی خوشی نہیں ملتی۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ۔ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ (التغابن:15-16)

ترجمہ: اے مومنو! تمہاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض ایسے ہیں جو تمہارے دشمن ہیں۔ پس اُن سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم عفو سے کام لو اور درگزر کرو اور معاف کرو تو اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں صرف ایک آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جن گھروں میں مائیں اولاد کو شوہر کے خلاف کر دیتی ہیں وہاں یا تو یہ ہوتا ہے کہ شوہر نے رشتہ داروں کا حق نہ دے کر صرف بیوی اور اولاد پہ مال خرچ کیا ہوتا ہے۔ یا بیوی بچوں کی خوشیوں کے لئے غلط طریقے پر اور غلط ذرائع سے مال کمایا ہوتا ہے۔ یا پھر کبھی بیوی اور اولاد اس لئے بھی دشمن ہو جاتے ہیں کہ بعض گھروں میں شوہر بخل سے کام لیتے ہیں۔

اسلام میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ بخل اور اسراف دونوں باتیں خطرناک ہوتی ہے۔ جو لوگ بخل کرتے ہیں اُن کے بچے اکثر کنجوس، بے حس، بے رحم، حسد کرنے والے، غیر متوازن، کمزور شخصیت کے مالک، دوسروں سے چھیننے والے اور ظالم بن جاتے ہیں۔

مال کو توازن سے خرچ کرنے سے معاشرہ مضبوط ہوتا ہے۔ اس طرح مال صرف چند لوگوں کے پاس نہیں رہتا بلکہ چکر کھاتا رہتا ہے اور ایک حسین مضبوط معاشرے کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے اسلام میں اتنی خوبصورت تعلیم دی ہے کہ جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے گھر کے لوگ تمہارے دشمن ہیں تو تم عفو سے کام لو، درگزر کرو اور معاف کرو تا کہ اللہ بھی تمہاری خطائیں معاف کرے۔ کئی بار تم نے بھی تو مال کو صحیح طرح خرچ نہیں کیا ہوتا۔ تم نے بھی تو غلطیاں کی ہوتی ہیں۔ اصلاح کے لئے تم معاف کرو گے تو گھر مضبوط ہوں گے اور دونوں طرف کے لوگ اپنی اپنی اصلاح کر سکیں گے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ دشمنی کا علم ہو جائے تو انتقام لے لو بلکہ فرمایا معاف کرو تا کہ گھر نہ ٹوٹے۔

بچوں کو مضبوط کرنے کے لئے اُن کے ہاتھ سے دوسروں کو چیزیں دلواؤ۔ جو بچہ اپنا پسندیدہ کھلونا یا اپنی کوئی چیز کسی اور کو خوش دلی سے دے سکتا ہے وہ انشاء اللہ کمزور شخصیت کا بچہ نہیں ہوگا۔ اس طرح بچوں میں توکّل پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور دے دے گا۔ توکّل ایک شاندار تحفہ ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے۔ توکّل عدم تحفظ کے احساس کو ختم کر دیتا ہے۔ توکّل ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے انسان اپنے خوف سے لڑ سکتا ہے۔ توکّل کرنے والے کو رزق ختم ہونے کا، مشکلات کا، غربت کا، بدنصیبی کا ڈر نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کے پاس توکل اور غنا نہیں ہوتا اور چھوٹی چیزوں کے لئے اُن کی جان نکل رہی ہوتی ہے اُن بچوں کی یا اُن لوگوں کی کوئی چیز گم ہو جائے تو اُن کو ڈیپریشن ہو جاتا ہے۔

جن لوگوں میں خود غرضی ہوتی ہے اُن میں توکّل نہیں ہوتا۔ ایسے بچے ہر وقت یہ کہتے ہیں ’یہ میرا سائیکل ہے‘، ’یہ میرا کمرہ ہے‘، ’یہ میرا کمپیوٹر ہے‘، ’یہ میرے کھلونے ہیں‘۔ کئی بہن بھائی ایک دوسرے کو اپنی چیزوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔ اُن کو لگتا ہے کہ وہ چیز خراب ہو جائے گی تو پھر اور کہاں سے آئے گی۔ جن خاندانوں میں ایسے بچے یا بڑے لوگ ہوتے ہیں وہ خاندان کمزور ہو جاتے ہیں۔ ان کی کوئی شناخت نہیں رہتی۔ کیونکہ ’میرا تیرا‘ کرنے کی وجہ سے نہ تو اُن میں محبت رہتی ہے، نہ ہی اتفاق ہوتا ہے۔ نہ تو وہ کسی مصیبت میں اکٹھے ہو سکتے ہیں کہ غم بانٹ لیں اور نہ وہ خوشی میں اکٹھے ہو سکتے ہیں کہ خوشی کا مزا لے لیں۔ اُن میں ہر فرد اکیلا اکیلا اور تنہا ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ ایسے خودغرض خاندانوں کے اکیلے اکیلے فرد کو کئی بار پاؤں کے نیچے روند دیتے ہیں کیونکہ ایسے خاندانوں کا رُعب نہیں ہوتا۔

جو لوگ بچوں کو بے حد آسائشیں دیتے ہیں، بیحد کپڑے، کھلونے بے شمار چیزیں، موبائل فون، کئی قسم کے کھانے بلا روک ٹوک بافراغت مہیا کرتے ہیں ان بچوں کو زندگی میں مزا نہیں آتا۔ زندگی کا مزا تب تک رہتا ہے جب ضرورت کے مطابق مناسب چیز مل جائے۔

اکثر بچے جن کو بہت زیادہ چیزیں ملتی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بوریت ہو رہی ہے۔ چھوٹے بچے کہتے ہیں ہم کو مجا (مزا) نہیں آرہا۔ دراصل ہم نے بلاضرورت، بہت زیادہ چیزیں دے کر اُن کے مزے چھین لئے۔ پھر ایسے بچے لذتوں کی تلاش میں خدا نخواستہ گناہ کی طرف جا سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو بچائے۔ کبھی کبھی خدا تعالیٰ اُن کو معجزانہ طور پر بچا بھی لیتا ہے۔ مگر کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ ناجائز اور ناروا لذّتوں کا سفر بڑھتا جاتا ہے اور کہیں رُکتا نہیں۔ پھر ایسے لوگوں کو ناجائز کاموں میں مزا آنے لگتا ہے۔ لذّتوں کی تلاش میں ایسے لوگ کئی بار جنسی بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ خود بھی کمزور ہوتے ہیں اور معاشرے کو بھی کھوکھلا کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک مریض نے ایک ڈاکٹر کو بتایا کہ مَیں ہر وقت کمزوری محسوس کرتا ہوں اور ڈرتا رہتا ہوں۔ ایک بار میرے شہر میں بم دھماکہ ہوا اور پتھر اُڑے تو مَیں نے سمجھا کہ پتھروں کا عذاب آرہا ہے کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھروں کا عذاب آیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بھی بے راہ رو تھی اور میں بھی ایسا ہوں۔

وہ پیسے جو ہم بچوں کو ضرورت سے زیادہ آسائشیں دینے میں صرف کرتے ہیں وہ چندہ میں یا صدقہ میں دئے جا سکتے ہیں

جو لوگ پیسے کو اعتدال سے اور انصاف سے خرچ کرتے ہیں اور حلال اور طیب مال کماتے ہیں اُن کے بچے عام طور پر بے راہروی کا شکار نہیں ہوتے اور اپنے والدین کی عزت اور احترام بھی کرتے ہیں۔ اور ایسے بچے جذباتی طور پر مضبوط ہوتے ہیں اور اپنے والدین کی تعریفیں کرتے ہیں، ان کے قدردان ہوتے ہیں۔

کسبِ حلال اور رزقِ حلال کمزوری سے بچاتے ہیں

جو لوگ بیوی بچوں کی خوشنودی کے لئے رزق کمانے میں خدا تعالیٰ کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کے بچے کئی بار بے راہرو ہوتے ہیں اور گستاخی بھی کرتے ہیں۔ ایک بار ایک لڑکے نے بہت سارے پیسے ضائع کر دئے۔ اُس کے والد نے اُسے ڈانٹا کہ تم نے میری محنت کی کمائی ضائع کر دی ہے۔ اُس لڑکے نے کہا ”پاپا یہ محنت کی کمائی تو

نہیں تھی۔ یہ تو رشوت کا پیسہ تھا۔ جیسے جلدی آیا تھا ویسے ہی جلدی چلا گیا''۔

ہمارے پاس کبھی کبھی ایسے کیس آتے تھے جن میں لڑکے اور لڑکیاں بعض بہت بُری عادتوں میں مبتلا ہوتے تھے۔ مگر عام طور پر جو لوگ حق حلال کا رزق کماتے ہوں اُن کے بچے ان بُری عادتوں سے خود بخود بچ جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اُن پر فضل ہوتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو ناجائز مال کماتے ہیں اُن کی اولادیں کئی بار محض مزے کے لئے یا تبدیلی کے لئے یا thrill کے لئے جرم کرتی ہیں۔ اُن کو علم ہوتا ہے کہ ہمارے والدین پیسے دے کر پولیس سے ہمیں چھڑا لیں گے۔

ہم جب پڑھتے تھے تو ہمارے ہوسٹل میں ایک لڑکی تھی جو ہر وقت کہتی تھی کہ مجھے کوئی thrill چاہئے مجھے مزا نہیں آرہا، کوئی نئی بات ہونی چاہئے۔ ایک دن ہم نے تنگ آکر کہا تم ایسا کرو دوسری منزل سے نیچے چھلانگ لگا دو۔ اگر تم بچ گئی تو تب بھی thrill ہوگی کیونکہ تمہیں کوئی چوٹ وغیرہ تو آئے گی اور تمہارا علاج ہوگا۔ اور اگر مر گئی تو ہمارے لئے thrill چھوڑ جاؤ گی۔ یہ تو ہم نے اُس سے مذاق کیا تھا۔ اس کے بعد اُس نے یہ کہنا چھوڑ دیا کہ مجھے thrill چاہئے۔

جو لوگ مالی قربانی کم کرتے ہیں اور بچوں کو زیادہ جیب خرچ دیتے ہیں اُن کے بچے لذت کے لئے یا تجسس کے لئے کبھی کبھی نشہ کرتے ہیں۔ کبھی جوئے کی عادت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جوئے کی عادت اور نشے کی چیزیں، گھروں کو، انسانوں کو، رشتوں کو، معاشرے کو، ہر چیز کو کمزور کر دیتی ہیں۔ نشے میں انسان رشتوں کی حرمت بھول جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (المائدہ :91-92)۔

ترجمہ: شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ سے عداوت اور کینہ ڈال دے۔ اور اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ اب کیا تم (ان باتوں سے) رُک سکتے ہو؟

اس آیت کو پڑھ کر میں سوچا کرتی تھی کہ جوئے سے تو انسان کی دشمنی دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ جوئے کی وجہ سے کئی لڑائیاں ہو جاتی ہیں کیونکہ انسان اپنا پیسہ جوئے میں ہار دیتا ہے، مالی قربانی نہیں کر سکتا اور جذباتی کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ شراب کی وجہ سے کیسے دشمنی ہوتی ہے۔ شراب پی کر تو انسان کہیں گرا پڑا ہوتا ہے اور اپنا ہی نقصان کرتا ہے، دشمنی کہاں سے آ گئی۔ مگر اپنی ملازمت کے دوران مجھے اس آیت کا مطلب سمجھ میں آیا جب کئی لڑائی کے کیس ایسے آتے تھے جس میں لوگ شراب پی کر لڑائی شروع کر دیتے تھے یا دوسرے کئی قسم کے گناہ کرتے تھے۔ کیونکہ شراب اس جھجک اور شرم کو کم کر دیتی ہے یا ختم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کے سامنے گناہ کرنے سے بچتا ہے۔

ایک ہسپتال میں ایک کیس ہمارے پاس آیا تھا جس میں شراب پی کر ایک دیور نے بھابھی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر بھابھی کو خدا نے بچا لیا۔ اُس کی ساس نے بہو کو کہیں چھپا دیا تھا۔ بعد میں اُس عورت کے خاوند نے اپنے بھائی کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ صرف شراب نے بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیا اور خاندان کا بٹوارہ ہوگیا۔ گناہ بھی ہوا، پیسے بھی گئے، دشمنی بھی ہوگئی اور صحت بھی گئی۔ ہماری Phorensic میڈیسن میں لکھا ہے کہ شراب انسان کے دماغ پر براہ راست عمل کرتی ہے اور its first effect appears to be a depression of highest evolutionary centers, the centers regulating conduct, judgement and self criticism.

(Medical Jurispendence and Toxicology by Dr.S. Siddiq Husain Page no. 287)

ترجمہ: اُس کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسانی دماغ کے انتہائی ترقی یافتہ مراکز جو کہ انسانی کردار کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو، انسان کے خود پہ تنقید کرنے کو کنٹرول کرتے ہیں شراب اُن کو ڈیپریس کر دیتی ہے۔

اس وجہ سے ایک نارمل انسان جو عام حالات میں رشتوں کا احترام کرتا ہے۔ شراب پی کر ان کا احترام بھول جاتا ہے۔

فلموں نے ہمارے معاشرے کو ایک نقصان یہ بھی پہنچایا ہے کہ شراب یا سگریٹ یا دوسری نشہ آور چیزوں کے نشے میں اداکاری کرنے والے ہیرو یا ہیروئین کے سین کو خوبصورت بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اصل زندگی میں اگر کسی شرابی کو دیکھنا پڑ جائے تو بہت ناپسندیدہ نظارہ ہوتا ہے۔

خود پر ترس کھانے والے اور اسی طرح کمزور شخصیت لوگوں میں سگریٹ پینے، شراب پینے اور نشہ کرنے کا تناسب زیادہ ہو جاتا ہے۔ نشہ انسان کو اور کمزور کر دیتا ہے اور انسان مصیبت کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ نشہ کرنے والے اکثر لوگ چوری کی عادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے ہی گھر سے پیسے اور چیزیں چُرا کر نشے کی عادت کو پورا کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے مال کو اور دوسروں کے مال کو نشہ میں ضائع کر دیتے ہیں۔ یا پھر وہ نشہ کرنے کے لئے بھیک مانگتے ہیں اور جب کبھی ایسے لوگ نشہ چھوڑنا چاہتے ہیں تو کیونکہ اُن کی قوت ارادی بے حد کمزور ہوتی ہے اس لئے اُن کو کافی مشکل لگتا ہے۔ مگر اگر وہ تکلیف برداشت کر کے نشہ چھوڑنے کے فیصلے پہ عمل کرتے رہیں تو وہ مصیبتوں سے بچ جاتے ہیں اور صحت یاب ہو جاتے ہیں۔

پس اپنے بچوں کو حق حلال کی کمائی کھلائیں چاہے کم ہی ہو۔ اور گھروں میں نیکی اور خوشی کا ماحول رکھیں۔ جو والدین بات بات پہ غصہ کرتے اور جلتے کڑھتے رہتے ہیں وہ اپنی اور اپنے بچوں کی خوشیوں کو کھا جاتے ہیں اور اُن کے بچے ہنسی اور خوشی کی تلاش میں نشے کے خطرناک جنگل میں گم ہو جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

نماز جنازہ

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 9 ستمبر 2007 قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مرحوم)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ مورخہ 6 ستمبر 2007ء کو 95 سال کی عمر میں لندن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود ؑ کے صحابی حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی ؓ کی بیٹی تھیں۔ آپ کا رشتہ حضرت مصلح موعود ؓ نے حضرت امّاں جان ؓ کے ایماء پر مولانا ابوالعطاء صاحب کے لئے تجویز فرمایا اور خود ہی نکاح پڑھایا۔ مرحومہ 46 سال سے زائد عرصہ حضرت مولوی صاحب کی رفاقت میں رہیں اور خدمت دین کے سلسلہ میں اپنے شوہر کی کماحقہ مدد کی اور عسر و یسر میں بھرپور ساتھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور پانچ بیٹیوں سے نوازا۔ جن میں سے دو بیٹے اور دو داماد اللہ کے فضل سے واقف زندگی ہیں۔ مسجد فضل لندن کے امام محترم عطاء المجیب راشد صاحب انہی کے چھوٹے بیٹے ہیں۔

اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ آپ نے لمبا عرصہ دیگر احمدی بچوں اور بچیوں کو بھی قرآن مجید پڑھانے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نے 1/8 حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی اور آپ قدیم ترین موصیات میں سے تھیں۔ مساجد کی تعمیر اور دیگر مالی تحریکات میں بھی آپ شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ نیک، عبادت گزار، دعا گو، غرباء کی ہمدرد اور خلافت سے غیر معمولی محبت رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم مولوی جلال الدین شمس صاحب مرحوم)

آپ مورخہ 5 ستمبر 2007ء کو 94 سال کی عمر میں امریکہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود ؑ کے صحابی خواجہ عبید اللہ صاحب مرحوم ریٹائرڈ اوورسیئر کی بیٹی تھیں۔ ان کے والد محترم نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی خدمت میں لکھا تو حضور نے ان کا رشتہ محترم جلال الدین شمس صاحب سے تجویز فرمایا اور 1932ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور ؓ نے محترم مولوی صاحب کے ساتھ ان کا نکاح پڑھایا۔

حضرت مصلح موعود ؓ نے مختلف اوقات میں مرحومہ اور ان کے خاندان کی قربانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ 1956 میں لجنہ کے سالانہ اجتماع پر آپ نے فرمایا:

''ہمارے ایک مبلغ مولوی جلال الدین صاحب شمس ہیں وہ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی یورپ تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے۔ ان کے واقعات سن کر بھی انسان کو رقت آ جاتی ہے۔ ایک دن ان کا بیٹا گھر آیا اور اپنی والدہ سے کہنے لگا اماں! اَبا کسے کہتے ہیں؟ سکول میں سارے بچے ابّا ابّا کہتے ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ ہمارا اَبا کہاں گیا ہے۔ کیونکہ وہ بچے ابھی تین تین چار چار سال کے تھے کہ شمس صاحب یورپ تبلیغ کے لئے چلے گئے اور جب واپس آئے تو وہ بچے 17، 17، 18،18 سال کے ہو چکے تھے''۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ انتہائی صابر، پرہیز گار، صوم و صلوٰۃ کی پابند نیک خاتون تھیں اور قرآن کریم کی تلاوت بھی بڑی باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں۔

پسماندگان میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم مولانا منیر الدین صاحب شمس انگلستان میں بطور ایڈیشنل وکیل التصنیف خدمت بجا لا رہے ہیں اور باقی بچے بھی حسب توفیق مختلف جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہتے ہیں۔

(2) محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم چوہدری سید محمد صاحب مرحوم)

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ 29 اگست کو تقریباً 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ حضرت چوہدری فقیر محمد صاحب ؓ صحابی حضرت مسیح موعود ؑ موضع ونجوان ضلع گورداسپور کی بیٹی تھیں جو لمبا عرصہ وہاں کی جماعت کے صدر رہے اور 1947 میں تقسیم ہند کے وقت شہید ہوئے۔ انہوں نے حضرت مصلح موعود ؓ کی خواہشات کے مطابق وہ کپڑا اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا جو لوائے احمدیت کی تیاری میں استعمال ہوا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بڑی نڈر اور کامیاب داعی الی اللہ تھیں۔ انفرادی طور پر بھی تبلیغ کرتی تھیں اور عورتوں کو ساتھ ملا کر ٹیم کی صورت میں بھی تبلیغ کے لئے جایا کرتی تھیں۔ آپ نے اپنے گاؤں چک 332 ج ب میں سالہا سال بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔

پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم داؤد احمد حنیف صاحب امریکہ کے مبلغ انچارج ہیں اور دوسرے بیٹے مکرم منور احمد صاحب یہاں کی جماعت یوکے کے سیکرٹری امور عامہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور
از صفحہ نمبر 16

ہوا۔ حضور انور بازار کا معائنہ مکمل فرمانے کے بعد جب باہر تشریف لائے تو سڑک کے دونوں اطراف کھڑے احباب نے فرط جذبات میں نعرے بلند کئے۔ حضور انور جب پرائیویٹ رہائشگاہ کے ایریا کے قریب سے گزرے تو وہاں موجود خواتین اپنے پیارے آقا کی جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھیں۔ یہ پرائیوٹ رہائشگاہ وہ ہے جو جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمان اپنے اپنے خیمے خود نصب کر کے جلسہ کے دنوں میں اپنے اپنے افراد خانہ کے ساتھ رہائش اختیار کرتے ہیں۔ خیموں کا بنا ہوا یہ عارضی شہر بہت خوبصورت نظر آتا تھا۔ حضور انور اس رہائشگاہ کے اندر بھی تشریف لے گئے اور خیموں میں موجود احباب خلاف توقع اپنے آقا کو اپنے درمیان پا کر بے حد خوش ہوئے اور وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ حضور انور نے فیملیوں کے پاس جا کر ان سے گفتگو فرمائی اور خیموں کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔

حضور انور نے افسر صاحب جلسہ سالانہ سے فیملیوں کی رہائش کی صورت میں مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ غسل خانوں کے انتظام کے بارہ میں استفسار فرمایا۔ اس کے بعد حضور ایک لمبے راستہ سے گزرتے ہوئے مستورات کی مارکی اور دفاتر والے حصہ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اندر خواتین کی طرف سے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کرنے کی صدائیں بلند ہونی شروع ہوگئیں۔ حضور انور نے اس علاقہ کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور اس دوران بچیاں دلکش ترانے گاتی رہیں۔

لجنہ کے جلسہ کے انتظام میں امسال نیا اضافہ یہ ہے کہ 60/50 میٹر کی دو بڑی مارکیاں نصب کی گئی ہیں۔ ایک ان خواتین کے لئے ہے جن کے ساتھ چھوٹے بچے ہیں اور ایک ان خواتین کے لئے جن کے ساتھ بچے نہیں یا نسبتاً بڑے ہیں۔ اس حصہ کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور انور شعبہ بجلی کے دفتر تشریف لے گئے اور وہاں کے منتظمین سے بجلی کے امور کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد حضور MTA کے کنٹرول روم میں تشریف لے گئے۔ وہاں گرمی بہت زیادہ تھی۔ حضور انور نے ایم ٹی اے کے آلات کے لئے ٹمپریچر کے حوالہ سے ہدایات دیں۔ یہاں کا معائنہ فرمانے کے بعد حضور مردوں کے جلسہ گاہ کے اندر تشریف لے گئے جہاں شعبہ وار کارکنان اپنے اپنے ناظمین کے پیچھے قطار میں بڑی ترتیب کے ساتھ کھڑے تھے۔ جب حضور انور ہال میں داخل ہوئے تو ہال نعروں سے گونج اٹھا۔ حضور انور نے ہر شعبے کے ناظم کے پاس جا کر شرف مصافحہ عطا فرمایا، شعبوں کی تفصیلات دریافت فرمائیں اور حسب ضرورت ہدایات سے نوازا۔ وہاں ایک نظامت نظافت کی بھی تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ نظافت کیا ہے؟ تو بتایا گیا کہ صفائی۔ جس پر حضور انور نے فرمایا نظافت اور صفائی میں فرق یہ ہے کہ نظافت کا معیار صفائی سے اونچا ہوتا ہے۔ کیا آپ کر لیں گے؟ اس معائنہ کی تکمیل کے بعد حضور انور سٹیج پر تشریف لائے۔

کارکنان جلسہ سالانہ سے خطاب

حضور انور کے سٹیج پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم شہزاد احمد صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آخری آیت کی تلاوت کی اور اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے تشہد کے بعد فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ممالک کی جو جماعتہائے احمدیہ ہیں ان میں باقاعدگی سے جلسے ہوتے ہیں۔ وہ افریقہ کے ممالک ہیں یا امریکہ ہے یا کینیڈا ہے یا اور دوسرے ساؤتھ امریکہ کے ممالک ہیں یا ایشیا کے ممالک ہیں، Pacific کے ہیں، یورپ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف وقتوں میں جو کارکنان کو ہدایات دی جاتی رہی ہیں، دی جاتی ہیں، خاص طور پر یوکے کے جلسہ سالانہ پر جو ایک طرح کا انٹرنیشنل جلسہ کی صورت اختیار کر گیا ہے وہ ہدایات اب ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے تمام دنیا میں پہنچ جاتی ہیں۔ کم و بیش ایک ہی صورت حال ہر جگہ ہوتی ہے اور جرمنی کی جماعت جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس لحاظ سے اس حد تک بلوغت کو پہنچ چکی ہے کہ ہدایات کا جہاں تک تعلق ہے، کام کرنے کا جہاں تک تعلق ہے اور مختلف شعبہ جات کو سمجھنے کا جہاں تک تعلق ہے بڑی اچھی طرح کارکنان بھی، منتظمین بھی، معاونین بھی اور ناظمین سب بڑی اچھی طرح اپنی اپنی ڈیوٹیاں اور فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے تو مَیں سمجھتا ہوں اب تفصیلی ہدایات کی ضرورت نہیں رہتی۔ کبھی کبھی کوئی خاص ہدایت ہو تو مَیں دے دیتا ہوں۔ لیکن دو باتوں کی طرف اس وقت مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ایک کارکن کا، ہر ڈیوٹی والے کا، ہر معاون کا اور ہر افسر کا خاص طور پر طرّہٴ امتیاز ہونا چاہئے۔ اور یہی احمدیت کا مزاج ہے اور اس مزاج کو ہر احمدی میں نظر آنا چاہئے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر ڈیوٹی دینے والا جیسے بھی حالات ہوں ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے بھی، مہمانوں سے بھی، تمام شامل ہونے والوں سے، بچوں سے، بڑوں سے، عورتوں سے، مردوں سے خوش خلقی سے پیش آئے۔ ڈیوٹی دے دے کر بعض دفعہ ایسے حالات ہوتے ہیں، مَیں بھی ڈیوٹیاں دیتا رہا ہوں، کئی کئی گھنٹے جاگنا پڑتا ہے، بعض دفعہ راتوں کو بھی سونے کا موقع نہیں ملتا تو تھوڑا سا طبیعت میں چڑچڑا پن یا غصہ بعض دفعہ آ جاتا ہے، بعض لوگوں کے رویہ پر یا ماتحتوں کے رویہ پہ یا افسروں کے رویہ پہ یا مہمانوں کے رویہ پہ لیکن کسی بھی صورت میں کسی بھی کارکن سے بدخلقی کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کیونکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی خاطر جو جلسہ پر آئے ہوئے ہیں ان سے ایک تو مہمانوں سے آپ نے خوش خلقی سے بات کرنی ہے۔ دوسرے آپ لوگوں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور والنٹیئر کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس لئے اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ میزبانی کر رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اُس جلسہ کے مہمانوں کے لئے یا اس کے مختلف شعبہ جات کے لئے جس میں لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلانے پر جمع ہو رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر احمدی کی ایک خاص نشانی ہونی چاہئے کہ ایک تو بنیادی چیز نمازیں ہیں۔ بعض ایسی ڈیوٹیاں ہیں کہ باجماعت نماز کا یہاں موقع نہیں ملتا۔ منتظمین، ناظمین اور افسران جو ہیں وہ اس بات کی نگرانی کریں کہ خود بھی اور معاونین بھی جب بھی وقت ملتا ہے ڈیوٹی کے بعد دو چار چھ لڑکے جتنے بھی جمع ہوں، خواتین ہیں، لجنہ کی ممبرات ہیں، ناصرات بھی فوری طور پر جب بھی وقت میسر آئے اپنی نماز ادا کریں۔

دوسری چیز نماز اور دعا کے ضمن میں یہ ہے کہ یہ نہ سمجھیں کہ آپ لوگوں نے بعض نئے نئے شعبے بنا لئے ہیں تو یہ کسی انسانی عقل کا کمال ہے۔ انسانی عقل بیشک ہے لیکن یہ انعام بھی اور یہ موقعہ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ان چیزوں کو اس زمانہ میں مہیا کرنا تھا۔ تو اس شکرگزاری کے طور پر اور اس شکرگزاری کے طور پر کہ آپ کو خدمت کا موقع مل رہا ہے عمومی طور پر دعاؤں اور ذکر الٰہی سے اپنی زبانیں تر رکھیں۔ تا کہ ہر وقت ایک روحانیت کا ماحول جہاں جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے پیدا ہو رہا ہو وہاں آپ لوگ جو باہر مختلف جگہوں پر ڈیوٹیاں دے رہے ہوں وہ بھی اس چیز سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ ان دو باتوں کو خاص طور پر یاد رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر جلسہ پر ڈیوٹی دینے والوں کا مقصد کبھی پورا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ بعدہٗ آٹو میٹک کمپیوٹرائزڈ دیگ واشر جو ہمارے ایک احمدی انجینئر مکرم منان حق صاحب نے بنائی ہے دیکھنے کے لئے حضور انور لنگر خانہ کے ایریا میں تشریف لے گئے اور اپنی موجودگی میں ایک دیگ کو دھلتے ہوئے مشاہدہ فرمایا۔ اس مشین سے ایک بڑی دیگ / دیگچہ ایک منٹ میں دھل جاتا ہے۔ حضور انور نے اس مشین کے مختلف فنّی امور کے بارہ میں استفسار فرمائے اور اس کو مزید بہتر کرنے کے لئے بعض مفید مشورے بھی دئے۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ اس کے ساتھ ابھی کنویئر بیلٹ بھی لگنی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر اس کے کمپیوٹر میں چِپ بھی لگا دیں تو اس کا فنکشن اور بھی تیز ہو جائے گا۔ اس وقت بتایا گیا کہ اگلا Step یہی ہے۔ حضور انور نے ازراہ مزاح فرمایا کہ جلسہ ختم ہونے کے بعد لنگر خانہ کا کام کرنے والوں کو بھی یہاں لا کر دھلوا دیں۔

کارکنان جلسہ کے ساتھ ڈنر

آخر پر حضور انور جلسہ سالانہ کی طعام گاہ میں تشریف لے گئے جہاں کارکنان جلسہ سالانہ کے ساتھ کھانے کا انتظام تھا۔ جب حضور انور طعام گاہ میں داخل ہوئے تو فضا فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور تشریف فرما ہوئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد کھانا شروع ہوگیا۔ تمام انتظام بہت عمدہ تھا۔ میزوں پر ہر کارکن کا الگ الگ پیک کھانا لگا ہوا تھا۔ ایک پیک میں پلاؤ زردہ اور ایک کوک کا tin تھا۔ لذیذ کھانے کے ساتھ پیارے آقا کی موجودگی سے ہر کارکن کو روحانی غذا بھی بھرپور مہیا ہو رہی تھی۔ کھانے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور اپنی رہائشگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ حضور کے یہاں سے تشریف لے جانے سے پہلے ہال ایک دفعہ پھر نعرہٴ تکبیر سے گونج اٹھا۔ ہال سے باہر راستہ کے دونوں اطراف خلافت کے دیوانوں کا ہجوم موجود تھا۔ حضور جہاں جہاں سے گزرتے وہاں وہاں سے نعرے گونج اٹھتے۔ راستہ کی نشاندہی کے لئے ایک رسّی تھی جس کے سروں کو ڈیوٹی والے خدام نے مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ حضور انور نے ایک خادم کو اپنے ہاتھ کے گرد یہ رسّی لپیٹے ہوا دیکھا تو فرمایا کہ نائلون کی رسی سے ہاتھ کٹ سکتا ہے احتیاط بھی کریں۔

نو بج کر 15 منٹ پر حضور جلسہ گاہ میں دوبارہ تشریف لائے اور نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور سڑکوں پہ موجود اپنے عشاق کے ہجوم کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

31/اگست 2007ء:

حضور انور نے پانچ بج کر تیس منٹ پر نماز فجر کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے جاتے ہوئے راستہ میں مکرم امیر صاحب جرمنی سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی اور برلن میں زیر تعمیر مسجد کی (جس کا سنگ بنیاد حضور انور نے جنوری 2007ء میں رکھا تھا) خصوصاً بیسمنٹ کے بارہ میں استفسار فرمایا۔ صبح کے وقت ہوا میں ہلکی سی خنکی تھی، آسمان پر ہلکے ہلکے بادل بھی تھے اور آسمان سے ہلکے ہلکے بادلوں میں سے چاند بھی دکھائی دے رہا تھا۔

تقریب پرچم کشائی

1 بج کر 50 منٹ پر حضور انور پرچم کشائی اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ باران رحمت کی پھوار پڑ رہی تھی۔ راستہ کی دونوں اطراف شمع خلافت کے پروانوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سب پر اپنی محبت کی نظر فرماتے ہوئے مقام پرچم کشائی تک پہنچے تو اس وقت باران رحمت کی فوار میں کچھ تیزی آئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا اور ساتھ ہی مکرم امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا پرچم لہرایا۔ جونہی لوائے احمدیت فضا میں لہرایا گیا تو فلک شگاف نعرے گونج اٹھے اور جرمنی کے قومی پرچم کے رنگوں والے غبارے آسمان کی طرف بلند ہوئے۔ بڑا دلکش منظر تھا۔ حضور نے دعا کروائی۔ کچھ لمحوں کے لئے مطلع صاف ہوا۔ دعا کے بعد حضور انور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جلسہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور اس دوران صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا کا ورد ہوتا رہا۔

جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح

حضور سٹیج پر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمانے سے پہلے افسر صاحب جلسہ سالانہ کو فرمایا کہ چیک کروا لیں خواتین کی طرف آواز جا رہی ہے؟ کل تو نہیں جا رہی تھی۔

خطبہ جمعہ

حضور انور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

فرمائی اور اپنے خطبہ جمعہ سے جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح فرمایا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے فیوض و برکات اور مقاصد اور اس میں شامل ہونے والوں کو ان پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج اس خطبہ کے ساتھ ہی جرمنی کا جلسہ شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے یہ بھی ایک بہت بڑا انعام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے کہ سال میں ایک جگہ جمع ہو کر ہمیں یہ موقع ملتا ہے کہ ہم اپنی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے ایسے پروگرام بنائیں جو ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والے اور تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں۔ اس ارادے اور اس نیت سے یہ دن گزاریں کہ ہم نے اعلیٰ اقدار اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ آپس میں محبت، پیار اور تعلق کو بڑھانا ہے، رنجشوں کو دور کرنا ہے اور اللہ کے قرب کے لئے ہر قسم کی کدورتوں سے خود کو پاک کرنا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اگر کسی وجہ سے رنجشیں پیدا ہو چکی ہوں تو ان دنوں میں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ذاتی عناد کے جال سے نکلیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حقیقی تعلق ہے تو آپس میں پیدا ہونے والی دراڑوں کو ختم کریں۔ یہی باتیں ہیں جو انسان کے مقصد پیدائش کو پورا کرنے والی ہیں۔ جو جلسہ پر آنے والے احمدی کو ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ جلسہ میں شامل ہونا بہت بڑا مقصد ہے اور اگر خدا کی رضا کے لئے تقویٰ میں بڑھنے اور اعلیٰ نمونے قائم کرنے کے لئے بندوں کے حقوق کی ادائیگی پیش نظر نہ ہو تو پھر جلسہ کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اگر یہ مقصد پورا نہیں کرنا تو جلسہ پر آنے کا فائدہ نہیں۔

پس ہر احمدی جو دنیا میں کسی بھی جگہ بسنے والا ہے جلسہ سالانہ میں شریک ہوتا ہے یا اب بعض ذرائع اور سہولتوں کی وجہ سے بعض احمدی جن کو اللہ تعالیٰ نے آسانی اور وسائل مہیا فرمائے ہوئے ہیں دوسرے ممالک کے جلسوں میں بھی شامل ہو جاتے ہیں، یہاں بھی اس وقت بہت سے مختلف ممالک سے بعض احمدی آئے ہوئے ہیں جو جلسہ میں شمولیت کی نیت سے آئے ہیں۔ ان سب شامل ہونے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسہ کے انعقاد کا جو مقصد تھا اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر یہ مقصد پیش نظر نہیں تو روحانی اور اخلاقی حالت میں کوئی بہتری پیدا نہیں ہوگی۔ ایسے شامل ہونے والوں سے جن کا کوئی نیک مقصد نہیں ہوتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔ مقصد تب ہی پورا ہوگا جب تقویٰ کی راہوں پر چلیں گے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھ کر اس کی مزید وضاحت فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم پر ڈالی ہے اور یہ کتنی بڑی توقع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے کی ہے کہ تمام محبتوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت غالب رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ دنیا کی محبت ہمارے دلوں سے مٹ جائے۔ لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ دنیا سے لاتعلق ہو کر جنگلوں میں جا کر بیٹھ جائیں۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری اور کفران نعمت ہے۔

فرمایا کہ ایک احمدی کے دل میں سب سے زیادہ محبت خدا اور اس کے رسولؐ کی ہونی چاہئے۔ دنیا کی نعمتیں ایک احمدی کو دنیادار بنانے والی نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کے راستہ سے دور لے جانی والی نہ ہوں، تقویٰ سے دور ہٹانے والی نہ ہوں، اعلیٰ اخلاقی قدروں کو ہم سے چھیننے والی نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول ﷺ کی محبت غالب رہے۔ اور فرمایا کہ اللہ کی رضا ہر احمدی کا مطمح نظر ہو۔

حضور انور نے اس ضمن میں کارکنان سے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کل توجہ دلائی تھی کہ ڈیوٹی دینے والے خواہ مرد ہوں یا عورتیں ذکر الٰہی کی طرف خاص توجہ دیں۔ اور فرمایا کہ جو بھی اخلاق کے اعلیٰ معیار ہیں وہ سب سے زیادہ ڈیوٹی دینے والوں میں ہونے چاہئیں۔ عفو اور درگزر کا پہلو بھی زیادہ ہونا چاہئے۔ حضور انور نے تمام حاضرین کو بھی نصیحت فرمائی کہ ان دنوں میں خوب ذکر الٰہی کریں، ظلمت دل مٹائیں، علمی، تربیتی اور روحانی تبدیلی پیدا کرنے کے لئے جو تقاریر ہوں گی ان کو سنیں۔ ان تقریروں سے صرف علمی اور ادبی حظ اور لطف ہی نہ اٹھائیں بلکہ ان تربیتی اور روحانی معیاروں کو بلند کرنے والی باتوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں اور ان پر عمل کریں اور انہیں اپنی نسلوں میں جاری کریں اور اللہ سے مدد مانگیں کیونکہ آپ اصلاح اپنے زورِ بازو سے نہیں کر سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ اے میرے پیارے خدا تجھ کو تیرا ہی واسطہ ہمیں اپنے فضل سے وافر حصہ عطا فرما کہ تیرے فضل کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو تکبر اور کینہ سے بھی بچنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور فرمایا کہ تکبر ہی ہے جس نے انسان سے نبیوں کا انکار کروایا تھا اور یہی تکبر ہے جو نظام جماعت کے خلاف اکساتا ہے اس کو ختم کریں۔ حضور نے فرمایا کہ ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے احمدیت کا چہرہ ہے۔ ہر وقت دل میں خدا کا خوف ہونا چاہئے۔

حضور انور نے آخر پر فرمایا کہ جب ہم نیک نیت ہو کر جلسہ کے پروگراموں کو سنیں اور فیض اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ دعائیں کرتے ہوئے ہم نیک باتوں کو زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کریں گے تبھی ہم حقیقی انقلاب لانے والے بن سکیں گے۔ اس انقلاب سے حصہ لینے والے بن سکیں گے جس انقلاب کے لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور پھر دنیا میں بھی انقلاب لانے والے بنیں گے۔ انشاء اللہ۔ پس انقلاب کے لئے بنیادی اور اہم چیز دعا اور ذکر الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام نیک تمناؤں اور دعاؤں کو ہمارے حق میں پورا فرمائے۔ ہم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ ہو جو اپنی بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے کاٹا جائے۔ حضور نے دعا کی کہ اے اللہ تو ہم پر ہمیشہ اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر پھیلائے رکھ اور ہمیں ہمیشہ اپنے محبوب اور خاتم الانبیاء ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت سے جوڑے رکھ۔ آمین۔

نماز جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے اور شام تک دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

8:30 بجے حضور انور نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ نماز کی ادائیگی سے کچھ دیر قبل تیز بارش ہو رہی تھی لیکن جب حضور انور ایدہ اللہ تشریف لائے تو تھم چکی تھی۔ اور اتنی ہلکی ہلکی پھوار تھی کہ حضور بغیر چھتری کے ہی جلسہ گاہ تک تشریف لائے اور جلسہ گاہ کے عقبی دروازہ سے دائیں جانب احباب کے قریب سے گزرے اور اس دوران عقیدت میں کھڑے ہوئے احباب پر اپنی نظر رأفت فرماتے ہوئے، لوگوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حسب معمول حضور انور اپنے پروانوں کے ہجوم کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ اس دوران جمع ہونے والی تمام ڈاک مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے تیار کر کے حضور انور کی رہائشگاہ پر پہنچائی۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ قازقستان کے
پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(رپورٹ: سیدحسن طاہر بخاری - مبلغ قازقستان)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جماعت احمدیہ قازقستان کا پہلا جلسہ سالانہ 11-12 اگست بروز ہفتہ اور اتوار جنوبی قازقستان کے ریجنل ہیڈکوارٹر شمکنت کے مشن ہاؤس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ یہ جلسہ سابقہ سوویت یونین کا بھی پہلا جلسہ سالانہ تھا۔

قریباً ڈیڑھ ماہ قبل جلسہ کی تیاری کا آغاز ہوا۔ احباب جماعت نے دن رات محنت کر کے بروقت تمام انتظامات کو مکمل کیا۔ جلسہ سالانہ کی تمام روایات کی پاسداری کرتے ہوئے مختلف احباب میں ان کے فرائض تقسیم کئے گئے اور دینی و روحانی پروگرام ترتیب دیا گیا۔ 7/اگست کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد شروع ہوئی اور اسی روز سے سرزمین رشیا پر پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ کا بابرکت آغاز ہوا۔

اسی روز رات گیارہ بج کر چالیس منٹ پر تقریباً تین ہزار کلومیٹر کا سفر بس اور ٹرین پر طے کر کے روس کی نیم خودمختار ریاست تاتارستان کے دارالحکومت کازان سے تین افراد پر مشتمل ایک وفد جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے پہنچا۔ مختلف ممالک اور شہروں سے مہمانوں کی آمد کا یہ سلسلہ آخری روز کی صبح تک جاری رہا۔

جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز 11/اگست کی صبح ساڑھے گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ سے ہوا۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور پیغام کا ترجمہ قازاخ اور رشین زبانوں میں پڑھ کر سنایا گیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب قازقستان نے افتتاحی خطاب کیا اور دعا کروائی۔ پہلے اجلاس کے مہمان خصوصی میئر شمکنت کے نمائندہ خصوصی تھے۔

جلسہ سالانہ کے کل چار اجلاس ہوئے۔ بعد نماز مغرب و عشاء دلچسپ مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوتا رہا۔ افتتاحی دعا سے قبل تین ممالک اور اقوام سے تعلق رکھنے والی چھ سعید روحوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کی سعادت حاصل کی جن میں ایک تاشقند اسلامک یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور سابق امام مسجد بھی ہیں۔ جلسہ سے اگلے روز مزید دو روحیں مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آئیں۔ اس طرح کل آٹھ بیعتیں ہوئیں۔

جلسہ سالانہ کا اختتام نہایت عاجزانہ دعا کے ساتھ ہوا۔ اس جلسہ میں 6 ممالک اور 10 اقوام سے تعلق رکھنے والے 145 افراد نے شرکت کی جس میں چند ایک غیر از جماعت اور باقی سب احمدی تھے۔ 6 پاکستانیوں کے علاوہ باقی سب احباب اور اقوام کا تعلق رشین ممالک سے تھا۔

جلسہ سے اگلے روز ایک نوجوان نے وقف زندگی کی درخواست اور ایک جوڑے نے اپنے بچے کو وقف نو میں پیش کرنے کی درخواست حضور انور کی خدمت میں تحریر کی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی“۔

یہ پیشگوئی بھی اس جلسہ سالانہ میں پوری آن بان اور شان کے ساتھ پوری ہوئی اور بعض اقوام کے نمائندے جماعت احمدیہ کی پوری تاریخ میں پہلی بار کسی جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری پیشگوئی کہ ”مَیں رشیا کے علاقہ میں اپنی جماعت کو ریت کے ذرّوں کی طرح دیکھتا ہوں“ کا بھی ایک معمولی سا نظارہ دیکھنے کو ملا۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور وہ وقت دور نہیں جب رشیا میں حقیقتاً احمدی ریت کے ذرّوں کی طرح ہر جگہ نظر آئیں گے۔

MOT

CLASS IV: £45

CLASS VII: £53

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مسجد ناصر سویڈن کی تعمیرنو

جماعت احمدیہ سویڈن کے ششماہی ''الہدیٰ'' جولائی تا دسمبر 2006ء میں سویڈن کے شہر گوتھن برگ میں مسجد ناصر کی تعمیرنو سے متعلق مکرم انور رشید صاحب سابق امیر کے قلم سے ایک ایمان افروز مضمون شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سویڈن کے دورہ کے دوران ایک نماز کے بعد آہستہ سے فرمایا: ''ماشاء اللہ مسجد چھوٹی ہوگئی ہے''۔ نماز کے بعد مجلس عرفان کا پروگرام تھا، خاکسار نے حضورؒ سے مذکورہ الفاظ کے حوالہ سے مسجد کو بڑا کروانے کے لئے درخواست کی تو حضورؒ نے فرمایا کہ ابھی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو تعمیرنو پر کام کرے اور مَیں تمام دنیا میں اس مسجد کے فنڈ کے لئے اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہیں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے صدر مکرم مامون الرشید صاحب مقرر ہوئے۔

پہلے پرانی مسجد پر ایک منزل کا اضافہ کرنے کا پروگرام تھا لیکن بعد میں وہ منصوبہ ترک کرکے نیا نقشہ منظور کروایا گیا۔ لیکن پھر معلوم ہوا کہ مسجد ناصر کی زمین کمیون سے لیز پر لی گئی تھی اور کمیون نے اچانک لیز کی قیمت کافی بڑھادی۔ جس پر کمیون سے جماعت کا تنازعہ چل پڑا۔ حضورؒ کو حالات کا علم ہوا تو فرمایا کہ اُس وقت تک تعمیر شروع نہیں کرنی جب تک پلاٹ اپنا نہ ہو۔ آخر کمیون نے پلاٹ کی قیمت آٹھ لاکھ کرونر لگائی جو نہایت مناسب تھی۔ حضورؒ کی خدمت میں جب صدر کمیٹی نے قیمت کا تخمینہ پیش کیا تو آپؒ نے فرمایا: بہت مناسب قیمت ہے، فوراً لے لو۔ اس پر صدر صاحب نے عرض کیا کہ زمین ہماری منشاء کی قیمت میں مل جائے تو اس سے بہتر ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ کہیں زمین ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ لیکن پھر کچھ توقف کے بعد آپؒ نے صدر کمیٹی کو گلے لگا کر فرمایا: اجازت ہے۔ اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی خواہش والی قیمت میں یہ جگہ عطا کرے۔

ہمارے دل میں خواہش تھی کہ زمین پانچ لاکھ کرونر میں مل جائے۔ 18؍فروری 1997ء کو کمیون سے مذاکرات تھے۔ اس سے قبل حضورؒ سے کسی رقم کا تعیّن کئے بغیر دعا کی درخواست کی گئی تو آپؒ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید ونصرت فرمائے اور زمین کی خرید کے سامان آپ کی خواہش کے مطابق پیدا فرمادے۔ اس دعا کی قبولیت کے کمیٹی کے سب ارکان گواہ ہیں۔ کمیون نے اُس روز پانچ لاکھ کرونر پر زمین دینے کی حامی بھرلی۔ یہ حضورؒ کی قبولیت دعا کا بہت بڑا نشان تھا۔ یہ بھی اہم بات ہے کہ زمین کو خریدنے کے لئے ساری رقم ایک ہی خاندان کو ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اسی دوران منظور شدہ نقشہ بھی ناکافی محسوس ہونے لگا تو دومنزلوں پر مشتمل ایک تیسرا نقشہ منظور کروایا گیا اور اُسی کے مطابق تعمیر شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مرحلہ خودبخود آسان ہوتا چلا گیا یعنی رقم کی فراہمی، کمیون سے تمام منصوبہ کے تیکنیکی کاموں کی منظوری اور تعمیر کی نگرانی وغیرہ۔

رقم کی فراہمی کے تعلق میں ہماری توقع تھی کہ تین چار لاکھ کرونر جمع ہوجائیں گے اور باقی رقم مرکز سے ملے گی۔ لیکن معلوم ہوا کہ ہمیں یہ رقم خود ہی جمع کرنی ہے۔ چنانچہ احباب سے وعدہ جات لئے گئے تو دوملین کرونر کے وعدے اکٹھے ہوگئے۔ حضورؒ نے لسٹ دیکھ کر فرمایا کہ اس میں ابھی گنجائش ہے لہٰذا مزید کوشش کریں۔ چنانچہ پھر تحریک کی گئی تو وعدہ جات ساڑھے تین ملین کرونر تک پہنچ گئے۔ کئی افراد نے وعدے دوگنے کئے اور ایک مخلص مکرم رانا محمد شکیل صاحب کا وعدہ جس میں پہلے ہی پانچ صفر تھے، دس گنا تک بڑھا دیا گیا جو انہوں نے ادا بھی کردیا۔ کئی بہنوں نے زیورات پیش کئے۔

تعمیر کے لئے عام طور کسی کمپنی کو ٹھیکہ دیدیا جاتا ہے جو مختلف چھوٹے اداروں سے مختلف کام مکمل کرواتی ہے لیکن اس طرح اخراجات غیرمعمولی زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے خود چھوٹی چھوٹی کمپنیوں سے رابطے کرکے کام کروانے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں کمیون نے ایسی کمپنیوں کی نشاندہی میں ہماری غیرمعمولی مدد بھی کی۔ یہ اُن کی ذمہ داری نہیں تھی لیکن اس کا اضافی فائدہ یہ ہوا کہ اُن کمپنیوں سے کروایا گیا کام کمیون کی نظر میں اتنا تسلّی بخش تھا کہ کسی گہری جانچ پڑتال کے بغیر ہی منظور ہوگیا۔

پرانی مسجد کو منہدم کرنے کے لئے کمپنیاں بڑی رقم کا تقاضا کررہی تھیں۔ جماعتی فیصلہ کے مطابق احمدیوں نے شدید برفباری کے باوجود خود ہی لمبا عرصہ وقارعمل کیا اور سارا ملبہ کنٹینرز میں بھرکر پھینکوایا گیا۔ بلکہ کچھ سکریپ فروخت کرنے کا بھی موقع مل گیا۔ تعمیر کے لئے جب ایک مناسب کمپنی سے رابطہ کیا گیا تو وہ معاہدہ نہیں کررہی تھی۔ بعد میں علم ہوا کہ اس کی وجہ یہ تھی وہ کسی اَور تعمیر کے سلسلہ میں کوشش کررہے تھے لیکن جب اُنہیں وہ کنٹریکٹ نہ مل سکا تو کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے ہم سے پہلے سے زیادہ بہتر شرائط پر معاہدہ کرلیا۔ تعمیر کے دوران لیبر کا خرچ بچانے کے لئے بہت وقارعمل کیا گیا۔ رات کو کمپنی کا سائٹ انچارج ہمیں بتادیتا کہ صبح کونسا سامان کتنا اور کہاں چاہئے۔ اور خدام رات کو وہ سامان اُس جگہ پہنچادیتے۔ ایک رات خدام نے قریباً ایک ہزار مربع میٹر کی چھت کی ٹائلز چھت پر پہنچائیں۔

تعمیر کے دوران اللہ تعالیٰ کی غیرمعمولی تائید بھی شامل حال رہی۔ چنانچہ دیواروں کی چنائی کا وقت آیا تو نومبر کا وسط آچکا تھا۔ چنائی کا کام چھ سات سینٹی گریڈ سے کم کے درجہ حرارت پر نہیں ہوسکتا۔ اگر درجہ حرارت گر جائے تو پلاسٹک شیٹس لگاکر گرم ہوا کی مشین چلانی پڑتی ہے جس سے کافی خرچ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ اُس سال دسمبر کے آخر تک جب چنائی مکمل ہوئی، درجہ حرارت چھ سینٹی گریڈ سے زیادہ رہا۔

مینار کی تعمیر کے لئے جب ہم نے حضورؒ کی خدمت میں منظوری کے لئے درخواست کی تو حضورؒ نے جواباً فرمایا: ''الحمدللہ! کیسا اچھا مینار منظور ہوگیا ہے''۔ حالانکہ مینار کے لئے ابھی کمیون میں درخواست جمع ہی نہیں کروائی گئی تھی۔ بہرحال جب کمیون سے رابطہ کیا گیا تو اُن کا کہنا تھا کہ ڈرائنگ بھیج دو، ہماری طرف سے منظور ہے۔

ایک واقعہ یہ ہوا کہ چھت پر چکونی طرز کے ٹائلوں کے ٹکڑے کناروں پر لگ رہے تھے جن کو گرنے سے روکنے کا کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ کمپنی نے اپنی ایسوسی ایشن سے بھی اس مسئلہ کے حل کیلئے رابطہ کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ایک رات کسی عام احمدی نے اس پر غور کیا تو اس کو معلوم ہوا کہ اگر نصف ٹائلیں لگائی جائیں تو مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ پھر ایسی ٹائلز بھی مل گئیں۔ چنانچہ کمپنی نے بھی کئی دفعہ اظہار کیا کہ یہ مسئلہ جو ماہرین حل نہیں کرسکے تھے، آپ نے بخوبی حل کرلیا ہے۔

اگرچہ بہت سے احباب نے انتہائی جانفشانی سے ایک سال سے زائد عرصہ تک وقارعمل کے ذریعہ مسجد کی تعمیر کی کوشش کی اور رات کو لمبا عرصہ پہرہ دینے کا بھی انتظام کیا۔ کئی خدام نے اسی جگہ کو اپنا گھر بنالیا تھا۔ لجنہ کی طرف سے گھروں میں کھانا پکواکر وقارعمل کرنے والوں کیلئے بھجوایا جاتا رہا۔ مکرم مامون الرشید صاحب صدر کمیٹی نے عملاً اپنے کاروبار کو بھلادیا۔ بارہا سارا سارا دن مسجد میں ہی مصروف رہتے۔ اسی طرح مکرم وسیم احمد ظفر صاحب نے ایک سال کی چھٹی لے کر اپنے دن کے اوقات وقف کردیئے۔ بہت سے ہنرمند افراد نے اپنے ذمہ تعمیر وتزئین کے مختلف کام لے لئے جو بہت محبت سے سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کسی بھی پہلو سے شامل ہونے والے تمام افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کوہِ نُور ہیرے کی کہانی

روزنامہ ''الفضل'' 28 جولائی 2006ء میں مکرم مخدوم مجیب احمد صاحب طاہر کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں مشہورِ عالم کوہِ نُور ہیرے کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ اسے ریاست دکن کے علاقے گول کنڈہ کی ایک کان سے نکالا گیا تھا۔ اس وقت ناتراشیدہ حالت میں اس کا وزن 793 قیراط تھا جو تقریباً ایک پاؤ کے قریب بنتا ہے۔

کوہ نور ہیرا مغل بادشاہ شاہجہاں کے تخت طاؤس کی زینت تھا۔ شاہ جہاں نے 1658ء میں قید کی حالت میں وفات پائی تو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ بنا اور یہ ہیرا اُس کے تصرف میں رہا۔ 1707ء میں عالمگیر کے انتقال پر مغلیہ خاندان کے اندرونی اختلافات اور اقتدار کی کش مکش شروع ہوئی۔ چند سالوں کے اندر کئی مغل بادشاہ قتل کردیئے گئے۔ 1739ء میں نادرشاہ درانی نے ہندوستان پر حملہ کرکے دہلی کو تباہ وبرباد کردیا۔ وہ واپس ایران جاتے ہوئے اپنے ساتھ تخت طاؤس بھی لوٹ کرلے گیا۔ 1747ء میں نادرشاہ درانی اپنے خیمے میں قتل کردیا گیا۔ بعدازاں نادرشاہ کے سپہ سالار احمد شاہ ابدالی نے نادرشاہ کے بیٹے سے کوہ نور ہیرا طلب کیا مگر اس نے انکار کردیا جس پر ابدالی نے اسے بھی قتل کروادیا اور خود افغانستان کا حاکم بن گیا اور کوہ نور ہیرا بھی اس کے تصرف میں آگیا۔ اس کے بعد کابل میں پھر اقتدار کی خونی جنگ کا آغاز ہوا اور 1803ء میں شجاع الدولہ برسراقتدار آگیا۔ لیکن 1812ء میں وہ بھی اپنے بھائی کے ہاتھوں اقتدار سے محروم ہوکر پنجاب بھاگ آیا جہاں رنجیت سنگھ کی حکومت قائم تھی۔ یہاں آکر وہ رنجیت سنگھ کا مہمان بنا۔ کوہِ نُور اُس کے پاس تھا جسے وہ ہروقت اپنی پگڑی میں چھپاکر رکھتا تھا۔ رنجیت سنگھ کو یہ راز معلوم ہوا تو اُس نے ہیرا ہتھیانے کے لئے بڑی ہوشیاری سے شجاع الدولہ کو اپنا پگڑی بدل بھائی بنالیا۔ بے چارہ شکست خوردہ شجاع الدّولہ منہ دیکھتا اور ہاتھ ملتا رہ گیا۔

1839ء میں رنجیت سنگھ فوت ہوا۔ اس کی موت کے ایک سال بعد اس کا بیٹا کھڑک سنگھ اور پوتا نہال سنگھ ایک ہی دن فوت ہوئے۔ پنجاب کی سلطنت کا انتظام کھڑک سنگھ کی بیوہ چاندکور نے سنبھالا لیکن اس کے ایک سالار شیر سنگھ نے بغاوت کرکے چاندکور کو قتل کردیا اور خود لاہور کا راجہ بن گیا۔ شیر سنگھ نے چاندکور کا خزانہ بھی لوٹ لیا جس میں کوہ نور شامل تھا۔

1843ء میں بغاوت کے نتیجہ میں شیر سنگھ اور اس کا بیٹا دونوں قتل ہوگئے اور دلیپ سنگھ کو لاہور کے تخت کا مہاراجہ تسلیم کرلیا گیا۔ 1849ء میں انگریزوں کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ انہوں نے دلیپ سنگھ کو اقتدار سے ہٹاکر اس کا تمام خزانہ اور اس کے پاس موجود کوہ نور ہیرا اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور اس وقت کے گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی نے اسے 1851ء میں ملکہ برطانیہ (ملکہ وکٹوریہ) کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کردیا۔ اس کے بعد اس ہیرے کی کانٹ چھانٹ کی گئی تو اس کا اصل وزن جو 186 قیراط تھا کم ہوکر 108ء93 قیراط رہ گیا۔ لیکن اس کے نتیجہ میں کوہ نور کو گلاب کی شکل میں تراش کر مزید خوبصورت اور تابناک بنادیا گیا۔ برطانیہ میں یہ ہیرا ٹاور آف لندن میں رکھا گیا جہاں اس ہیرے کے علاوہ دیگر بادشاہوں کے بیش قیمت ہیرے اور جواہرات کو بھی بطور عجائبات عالم رکھا گیا تھا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 31؍مئی 2006ء میں ''اہل وقف جدید'' کے عنوان سے مکرم عبدالسلام اختر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس میں سے چند اشعار ہدیۂ قارئین ہیں:

سنا رہے ہیں زمانے کو قرب حق کی نوید
در حبیب کے خدام ، اہل وقف جدید
ہیں سر بکف وہ چراغ وفا کے پروانے
کہ جن کے ہاتھوں میں سونپی گئی دلوں کی کلید
کبھی تو عرش پہ پہنچے گی میرے دل کی مراد
میں اس کے دست عطا سے نہیں ہوں نا امید
ہزار بار تیرا نام لے کے اٹھیں گے
ہزار باد مخالف کی آندھیاں ہوں شدید

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

28th September 2007 – 4th October 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 28th September 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:40	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 17th May 1986.
03:10	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the life and characteristics of the Holy Prophet (saw).
03:30	Al-Maa'idah: A cookery programme teaching how to prepare a variety of dishes.
03:40	MTA Variety: a discussion on the topic of prophecies regarding the Holy Prophet (saw) in the Bible.
04:15	Tilaawat
04:35	MTA Travel: a visit to Marrakesh, the capital city of Morocco.
05:00	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa.
06:05	Tilaawat & MTA News
08:20	Siraiki Service
09:05	Indonesian Service
10:10	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 1st June 1985.
12:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:20	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:45	Friday Sermon [R]
16:05	Tilaawat
17:55	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News Review Special
21:05	Dars-ul-Qur'an [R]
22:40	Friday Sermon [R]
23:55	Tilaawat

Saturday 29th September 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
02:25	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 1st June 1985.
04:00	Tilaawat
04:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 28th September 2007.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:30	Friday Sermon [R]
10:00	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 5, recorded on 24th June 1986.
12:20	Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet (saw) on the topic of the importance of being thankful.
12:40	Tilaawat & MTA Jamaat News
13:20	Bangla Schomprochar
14:20	Ramadhan Question and Answer: Question and Answer programme with Abdul Majid and Munir-ud-din Shams. Recorded on 22nd October 2005.
15:20	Seerat-un-Nabi (saw): A programme about the life of the Holy Prophet (saw).
16:10	Tilaawat [R]
17:50	Qur'an Quiz: A quiz programme based on the Holy Qur'an.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Dars-ul-Qur'an [R]
22:35	Qur'an Quiz [R]
23:00	Tilaawat

Sunday 30th September 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 5, recorded on 24th May 1986.
02:45	Tilaawat & Dars-e-Hadith
03:40	Seerat-un-Nabi (saw): A programme about the life of the Holy Prophet (saw).
04:35	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 28th September 2007.
05:35	Qur'an Quiz: A quiz programme based on the Holy Qur'an.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:45	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 28th January 2007.
09:40	MTA Travel: A travel programme featuring a tour of the administrative capital of the Netherlands, the Hague.
10:00	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 6, recorded on 25th May 1986.
12:20	Dars-e-Hadith
12:45	MTA International News Review
13:20	Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
14:15	Ilmi Khitabaat: An Urdu speech delivered by Maulana Jalalludin Shams on the occasion of Jalsa Salana Rabwah 1965.
15:20	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion programme about the Holy Prophet's (saw) high standard of hospitality.
15:55	Tilaawat [R]
18:00	Learning Arabic: lesson no. 19
18:30	Arabic Service: Mutabaat. An Arabic discussion programme about contemporary issues relating to Islam that arise in the media.
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 130, Recorded on 18/01/1996.
20:35	MTA International News Review
21:10	Dars-ul-Qur'an [R]
22:40	MTA Travel [R]
23:00	Tilaawat

Monday 1st October 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:50	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 6, recorded on 25th May 1986.
03:10	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion programme about the Holy Prophet's (saw) high standard of hospitality.
03:45	Tilaawat
04:00	Learning Arabic: lesson no. 19
04:35	Ilmi Khitabaat: An Urdu speech delivered by Maulana Jalalludin Shams on the occasion of Jalsa Salana Rabwah 1965.
05:40	MTA Travel: A travel programme featuring a tour of the administrative capital of the Netherlands, the Hague.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:35	Children's class with Huzoor. Recorded on 8th May 2004.
09:40	Medical Matters: a health programme on the topic of Yellow fever.
10:00	Friday Sermon: rec. 17/08/2007
10:55	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 7, recorded on 31st May 1986.
12:20	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:25	Bangla Schomprochar
14:25	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 27th October 2006.
15:20	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion programme about the Holy Prophet's (saw) high standard of hospitality.
15:55	Tilaawat [R]
17:45	Medical Matters: a health programme on the topic of Yellow fever.
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 131, Recorded on 06/02/1996.
20:30	MTA International Jama'at News
21:00	Dars-ul-Qur'an [R]
22:20	Spotlight
23:00	Tilaawat

Tuesday 2nd October 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:35	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 7, recorded on 31st May 1986.
03:00	Tilaawat & Dars-e-Hadith
03:35	Seerat-un-Nabi (saw)
04:40	Friday Sermon: recorded on 27th October 2006.
05:35	Medical Matters: a health programme on the topic of Yellow fever.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35	Learning Arabic, lesson no. 20
09:35	Peace Symposium 2007: a programme covering the peace symposium held in Baitul Futuh.
10:05	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 8, recorded on 01/06/1986.
12:25	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:25	Bangla Schomprochar
14:25	Jalsa Salana Japan 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th May 2006 at Jalsa Salana Japan.
15:15	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion about the courage and bravery of the Holy Prophet (saw).
15:55	Tilaawat
17:45	Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet (saw).
18:00	Peace Symposium 2007 [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:05	Dars-ul-Qur'an [R]
22:25	Peace Symposium 2007 [R]
22:55	Tilaawat

Wednesday 3rd October 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:25	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 8, recorded on 1st June 1986.
02:45	Tilaawat & Dars-e-Hadith
03:15	Learning Arabic: lesson no. 20
04:00	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the topic of the courage and bravery of the Holy Prophet (saw).
05:05	Jalsa Salana Japan 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th May 2006 at Jalsa Salana Japan.
05:30	Peace Symposium 2007: a programme covering the peace symposium held in Baitul Futuh.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:40	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 21st April 2007.
09:50	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 9, recorded on 7th June 1986.
12:30	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:35	Bangla Schomprochar
14:35	Kasauti: Quiz Programme
15:15	Seerat-un-Nabi (saw)
15:45	Tilaawat
17:45	Jalsa Speeches: a speech delivered by Dr Abdul Ghaffar on the topic of the importance of listening to Huzoor's sermons. Recorded on 21st August 2004.
18:30	Arabic Service
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 132, recorded on 27/02/1996.
20:35	MTA International Jamaat News
21:05	Dars-ul-Qur'an [R]
22:40	Tilaawat

Thursday 4th October 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 9, recorded on 7th June 1986.
03:10	Tilaawat
03:25	Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet (saw) on the topic of the acceptance of prayers.
03:50	Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the life of the Holy Prophet (saw).
04:55	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 20th July 1984.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:40	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor, recorded on 11th February 2007.
09:40	Indonesian Service
10:40	Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 10, recorded on 8th June 1986.
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 28th September 2007.
14:05	Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa.
15:00	Seerat-un-Nabi (saw): a seminar on the topic of the Holy Prophet's (saw) love of God.
15:50	Tilaawat
17:40	MTA Variety: a discussion on the topic of prophecies regarding the Holy Prophet (saw) in the Bible.
18:15	Al Maa'idah: a cookery programme teaching how to prepare a variety of dishes.
18:30	Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30	MTA News Review
21:05	Dars-ul-Qur'an [R]
22:20	MTA Variety: a discussion on the topic of prophecies regarding the Holy Prophet (saw) in the Bible.[R]
22:55	Tilaawat

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT**

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday 21 September, 2007 Issue No. 38

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور موقع پر ہدایات، کارکنان جلسہ سالانہ سے خطاب اور ان کے ساتھ ڈنر۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور والنٹیئر کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان مہمانوں سے آپ نے خوش خلقی سے بات کرنی ہے۔ دوسرے نمازوں کے قیام کے علاوہ عمومی طور پر دعاؤں اور ذکر الٰہی سے اپنی زبانیں تر رکھیں تا کہ ہر وقت ایک روحانیت کا ماحول جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے پیدا ہو رہا ہو۔

تقریب پرچم کشائی اور خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ سالانہ جرمنی 2007ء کا افتتاح

(جرمنی میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

30 اگست 2007ء:

حضور انور نے 5:30 منٹ پر نماز فجر مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔ حضور انور کا آج زیادہ تر وقت دفتری امور کی انجام دہی میں گزرا اور حضور انور نے اپنے ممبران قافلہ کو اپنی مرضی سے عزیز و اقارب کو ملنے اور شاپنگ وغیرہ کرنے کی ازراہ شفقت اجازت مرحمت فرمائی۔ دو بجے دوپہر نماز ظہر و عصر حضور انور نے مسجد بیت السبوح میں پڑھائی۔

آج منہائیم کے لئے روانگی ہوئی۔ روانگی سے قبل مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضور انور کی ملاحظہ فرمانے والی ڈاک تیار کروا کے حضور کی گاڑی میں رکھوائی۔ پانچ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے تشریف لائے، دعا کروائی اور قافلہ منہائیم کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں تقریباً تین کلومیٹر تک رش کی وجہ سے ٹریفک آہستہ رہی اور سفر کا دورانیہ کچھ لمبا ہوگیا۔ سات بج کر پندرہ منٹ پر منہائیم پہنچے۔ حضور کی گاڑی رہائشگاہ کے سامنے رکی۔ یہاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی اور مکرم زبیر خلیل صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی، مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی و افسر صاحب جلسہ گاہ، مکرم عبدالمالک صاحب لوکل امیر منہائیم نے حضور انور کا استقبال کیا۔ یہاں ہوا میں کچھ خنکی محسوس ہو رہی تھی۔

جلسہ گاہ کا تعارف

منہائیم شہر دریائے Necker کے کنارے پر آباد ہے۔ یہاں ایک Expo سینٹر ہے جو مئی مارکیٹ (Maimarkt) کے نام سے مشہور ہے۔ اس مقام پر گزشتہ 13 سال سے جماعت ہائے جرمنی کا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ یہ شہر 400 سال پرانا ہے جو ہرمن نامی ایک شخص کے نام سے منسوب ہے۔ اس وقت اس کی آبادی تین لاکھ 26 ہزار ہے جس میں دو لاکھ 61 ہزار جرمن ہیں اور باقی مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ مئی مارکیٹ سے ملحقہ ایک چھوٹا سا ائرپورٹ بھی ہے جس کی وسیع پارکنگ جلسہ سالانہ کی پارکنگ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ مئی مارکیٹ کا کل رقبہ 1 لاکھ 25 ہزار مربع میٹر ہے جس میں سے 8 ہزار مربع میٹر پر ایک پکّا ہال بنا ہوا ہے جو مردانہ جلسہ گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے لئے یہاں 119 چھوٹے بڑے خیمہ جات وقار عمل کے ذریعہ نصب کئے گئے ہیں جن کا کل رقبہ 18648 مربع میٹر ہے۔ 655 خیموں پر مشتمل ایک پرائیویٹ رہائشگاہ ہے جو ایک عارضی شہر کا منظر پیش کرتی ہے۔ مستورات کے لئے امسال 60/50 مربع میٹر کی دو مارکیاں لگائی گئی ہیں۔ مئی مارکیٹ کے احاطہ میں امسال جماعت میں اپنی ضرورت کے پیش نظر Security کے لئے حفاظتی کیمروں کا نظام بھی نصب کیا گیا ہے۔ امسال Health & Safety کے قوانین کا بطور خاص خیال رکھنے کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

سات بج کر تیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے گزشتہ دنوں سے مقام جلسہ گاہ پر وقار عمل کرنے والی ٹیم جو سڑک کے دائیں طرف قطار بنا کر کھڑی تھی حضور انور ان کے پاس تشریف لے گئے اور ٹیم کے ہر فرد کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔

اس کے بعد حضور معلومات، استقبال، تجاویز اور شکایات کے دفاتر کی طرف تشریف لے گئے اور یہاں کا معائنہ فرمانے کے بعد Humanity First جرمنی کی نمائش کے اندر تشریف لے گئے۔ یہاں لگی ہوئی تصاویر، ماڈل اور نقشہ جات کو حضور نے ملاحظہ فرمایا جو افریقہ اور دیگر پسماندہ ممالک میں ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کی طرف سے کی جانے والی انسانی خدمت سے متعلق تھے۔ حضور انور نے وہاں پڑے ہوئے ایک رہائشی سکیم کے ماڈل کو بھی ملاحظہ فرمایا اور استفسار فرمایا کہ یہ کس جگہ کا ماڈل ہے۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کا منصوبہ ہے کہ Benin کی ایک جماعت توئی ہے جس کو Develop کیا جائے گا یہ اسی کا ماڈل ہے۔ حضور انور نے واٹر پمپ اور سولر انرجی پلانٹ نصب کرنے کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔ نمائش میں لگی ہوئی ایک جوان کی تصویر دیکھ کر فرمایا اس لڑکے کے ٹیومر ہے نکالتے کیوں نہیں۔ ڈاکٹر زبیر نے بتایا کہ آپریشن کر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضور انور شعبہ صنعت و تجارت اور رہائش کے دفاتر سے ہوتے ہوئے احمدیہ بکسٹال اور آڈیو ویڈیو کے دفاتر میں تشریف لے گئے۔ حضور انور جہاں جہاں سے گزرتے گئے وہاں متعلقہ شعبہ کے کارکنان اور راستوں پر دونوں اطراف کھڑے احباب نعرہ تکبیر بلند کرتے رہے۔ اس کے بعد حضور انور تبلیغی نمائش میں تشریف لے گئے۔ یہ نمائش قرآن کریم کی ان پیشگوئیوں کے تعلق میں تھی جو خصوصاً آج کے دور میں پوری ہو چکی ہیں۔

نمائش دیکھنے کے بعد حضور انور لنگر خانہ میں تشریف لے گئے۔ لنگر خانہ کا ہال حضور کی آمد پر نعروں سے گونج اٹھا۔ بڑا جذباتی ماحول تھا۔ حضور انور نے دوپہر اور شام کو تیار کئے جانے والے کھانے کے بارہ میں دریافت فرمایا اور حضور نے پکی ہوئی دال کی دیگ سے اپنے دست مبارک سے پلیٹ میں دال ڈالی اور اس کو چکھا۔ اس کے بعد حضور انور نے لنگر خانہ کے کارکنان کو پہلے شرف مصافحہ بخشا اور پھر گروپ فوٹو بنانے کا موقع فراہم کیا۔ مصافحہ کے دوران حضور نے ایک خوش نصیب بچے کو جس نے پی کیپ پہنی ہوئی تھی فرمایا اگر مصافحہ کرنا ہے تو ٹوپی صحیح طریق سے پہنتے ہیں۔ اور پھر اپنے دست مبارک سے اس کی ٹوپی کا ہڈ سائڈ پر کر کے فرمایا کہ یوں پہنتے ہیں۔ اس کے بعد لنگر خانہ کے کارکن نے دیگ صاف کرنے کی خودساختہ Manual Machine بھی دکھائی۔ حضور انور جب لنگر خانہ سے باہر تشریف لے جانے لگے تو وہاں ایک مرتبہ پھر نعرۂ تکبیر فضا میں بلند ہوئے۔ اور پھر حضور انور سٹور لنگر خانہ سے ہوتے ہوئے بازار میں تشریف لے گئے۔ وہاں ہر ایک سٹال کے سامنے ہر کوئی اپنے اپنے سٹال کی اشیاء نمونہ کے طور پر اپنے پیارے امام کو دکھانے کے لئے بیتاب تھا۔ حضور انور اپنے پروانوں کی دلداری کی خاطر پیش ہونے والی اشیاء کباب، برگر، پکوڑے اور جلیبیوں سے کچھ کچھ حصہ چکھتے یا انہیں اپنے دست مبارک سے برکت بخشتے گئے۔ ایک سٹال پر روئی کی طرح کے گالہ نما ایک چیز تھی جسے دیکھ کر حضور انور رُک گئے اور فرمایا یہ تو مائی بڈھی کا جھاٹہ ہے۔ یہ چینی سے بنائی ہوئی مٹھائی کی ایک قسم ہوتی ہے جسے بچے پسند کرتے ہیں۔ پاکستان میں لچھّے کہتے ہیں۔ کارکن کی درخواست پر حضور انور نے اس میں سے کچھ حصہ چکھا۔ بازار میں بعض خوش نصیبوں کو حضور انور سے مصافحہ کرنے کا شرف بھی حاصل

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں